مجموعہ رسائل

رَدِّ روافض

رَدُّ الرَّفضَۃ - اَلاَدِلَّۃُ الطَّاعِنَۃ

رسالہ تعزیہ داری



تصنیف

امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ———— ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء ———— ۱۹۲۱ء

مرکزی مجلس رِضا ، لاہور

مجموعہ رسائل

ردِ روافض

رَدُّ الرِّفْضَہ - اَلْاَدِلَّۃُ الطَّاعِنَہ

رسالہ تعزیہ داری

تصنیف

امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ——— ۱۳٤۰ھ

۱۸۵۶ء ——— ۱۹۲۱ء

مرکزی مجلس رضا لاہور

سلسلۂ مطبوعات مرکزی مجلس رضا، لاہور ۶۸

بانی مجلس حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ

کتاب ——— مجموعہ رسائل (ردِ روافض)

——— رد الرفضہ، الادلۃ الطاعنہ

رسالہ تعزیہ داری

تصنیف ——— امام احمد رضا قادری بریلوی

تقدیم و ترتیب ——— محمد عبدالحکیم شرف قادری

صفحات ——— ۸۸

طباعت ——— ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

تعداد ——— چار ہزار

مطبع ——— محمود ریاض پرنٹرز، لاہور

ہدیہ ——— دعائے خیر بحق معاونین مجلس رضا لاہور

ملنے کا پتہ

مرکزی مجلس رضا، پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶ لاہور

نوٹ: بیرونجات کے حضرات دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

فہرست

تقدیم ـــــــــــــــــــــــ ۵
رَدُّ الرَّفضَہ ـــــــــــــــــــــــ ۴۵
اَلاَدِلَّۃُ الطَّاعِنَہ ـــــــــــــــــــــــ ۶۱
رسالہ تعزیہ داری ـــــــــــــــــــــــ ۷۳

امام احمد رضا

اور شیعہ

پاسبانِ مسلک اہلِ سنت امام احمد رضا بریلوی نے دیگر فرقِ باطلہ کی طرح شیعہ کا بھی سخت ردّ فرمایا۔ شیعہ عام طور پر دو گروہ ہیں، ایک وہ جو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلیفہ برحق مانتا ہے، لیکن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان سب سے افضل جانتا ہے، یہ تفضیلیہ ہیں۔ دوسرا گروہ معاذ اللہ! خلفاء ثلاثہ کو خلیفہ برحق نہیں مانتا، انہیں غاصب قرار دیتا ہے اور خلیفہ بلافصل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتا ہے۔ دیگر صحابہ خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا ہے۔ ابوطالب کے بارے میں اصرار رکھتا ہے کہ وہ ایمان لے آئے تھے۔

امام احمد رضا بریلوی نے ردِّ شیعہ میں متعدد رسائل لکھے، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ردّ الرفضہ (۱۳۲۰ھ) (روافض زمانہ کا ذکر نہ سُنّی ان کا وارث نہ ان سے نکاح)

(۲) الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ (۱۳۰۶ھ) (روافض کی اذان میں کلمہ خلیفہ بلافصل کا شدید رد)

(۳) اعالی الافادہ فی تعزیۃ الهند وبیان الشهادہ (۱۳۲۱ھ) (تعزیہ داری اور شہادت نامہ کا حکم)

(۴) جَزَاءُ اللّٰهِ عَدُوَّهٗ بِإِبَائِهٖ خَتْمَ النُّبُوَّةِ (۱۳۱۷ھ) — (مرزائیوں کی طرح روافض کا بھی رد)

● مناقب خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم،

(۵) غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق — (پہلے خلیفہ برحق کی تحقیق)

(۶) الکلام البھی فی تشبیہ الصدیق بالنبی (۱۲۹۷ھ) — (حضرت صدیق اکبر کی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہتیں)

(۷) اَلزُّلَالُ الْاَنْقٰی (عربی) مِنْ بَحْرِ سَبْقَۃِ الْاَتْقٰی (۱۳۰۰ھ) — (آیہ کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کی تفسیر اور مناقب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۸) مَطْلَعُ الْقَمَرَیْنِ فِیْ اِبَانَۃِ سَبْقَۃِ الْعُمَرَیْنِ (۱۲۹۷ھ) — (شیخین کریمین کی افضلیت پر مبسوط کتاب)

(۹) وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق (۱۲۹۷ھ) — (شیخین کریمین کے وہ اسماء مبارکہ جو احادیث میں وارد ہیں)

(۱۰) جَمْعُ الْقُرْاٰنِ وَبِمَ عَزْوُہٗ لِعُثْمَانَ (۱۳۲۲ھ) — (قرآن کریم کیسے جمع ہوا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص طور پر جامع القرآن کیوں کہتے ہیں؟)

● مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

(۱۱) اَلْبُشْرٰی الْعَاجِلَہ مِنْ تُحَفٍ آجِلَہ (۱۳۰۰ھ) — (تفضیلیہ اور منتقصانِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رد)

(۱۲) عَرْشُ الْاِعْزَازِ وَالْاِکْرَام لِاَوَّلِ مُلُوْکِ الْاِسْلَام (۱۳۱۲ھ) — (مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۱۳) ذَبُّ الْاَهْوَاءِ الْوَاهِیَة فِیْ بَابِ الْاَمِیْرِ مُعَاوِیَة (۱۳۱۲ھ) (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مطاعن کا جواب)

(۱۴) اَعْلَامُ الصَّحَابَۃِ الْمُوَافِقِیْن لِلْاَمِیْرِ مُعَاوِیَۃَ وَاُمِّ الْمُؤْمِنِیْن (۱۳۱۲ھ) (حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ کے ساتھ کون سے صحابہ تھے)

(۱۵) اَلْاَحَادِیْثُ الرَّاوِیَة لِمَدْحِ الْاَمِیْرِ مُعَاوِیَة (۱۳۱۳ھ) (امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کی احادیث)

● ردِ تفضیلیہ :

(۱۶) اَلْجَرْحُ الْوَالِج فِیْ بَطْنِ الْخَوَارِج (۱۳۰۵) (تفضیلیہ اور مفسقہ کا رد)

(۱۷) اَلصَّمْصَامُ الْحَیْدَرِیْ عَلٰی حُمْقِ الْعَیَّارِ الْمُفْتَرِیْ (۱۳۰۴ھ) (تفضیلیہ اور مفسقہ کا رد)

(۱۸) اَلرَّائِحَۃُ الْعَنْبَرِیَّۃ عَنِ الْمُجْمَرَۃِ الْحَیْدَرِیَّۃ (۱۳۰۰ھ) (مسئلہ تفضیل اور تفضیل من جمیع الوجوہ کا بیان)

(۱۹) لَمْعَۃُ الشَّمْعَۃ لِھُدٰی شِیْعَۃِ الشَّنْعَۃ (۱۳۱۲ھ) (تفضیل وتفسیق سے متعلق سات سوالوں کا جواب)

● ابو طالب کا حکم

(۲۰) شَرْحُ الْمَطَالِب فِیْ مَبْحَثِ اَبِیْ طَالِب (۱۳۱۶ھ) (ایک سو تیس کتب تفسیر وعقائد وغیرہا سے ایمان نہ لانا ثابت کیا)

ان کے علاوہ وہ رسائل اور قصائد جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھے ہیں، وہ شیعہ ورو افض کی تردید ہیں، کیونکہ شیعہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خوش عقیدگی نہیں رکھتے، اس لیے کہ حضرت غوث اعظم فضائل صحابہ کے قائل ہیں۔

تفضیلیہ سے مناظرہ

۱۳۰۰ھ میں بریلی، بدایوں، سنبھل اور رام پور وغیرہ کے تفضیلیہ نے باہمی مشورے سے مسئلہ تفضیل پر امام احمد رضا سے مناظرہ کا اعلان کر دیا۔ مناظرہ کے لیے مولانا محمد حسن سنبھلی مصنف تنسیق النظام فی مسند الامام وغیرہ کا انتخاب کیا۔ امام احمد رضا ان دنوں ایک نئے طبیب کے زیر علاج تھے، جس نے پہلے منضج دوائیں دیں، بعد میں جلاب آور دوائیں دینا تھیں۔ اس طبیب کی سازش سے طے ہوا کہ مسہل سے ایک دن پہلے مناظرہ کا دن مقرر کیا جائے۔ اوّل تو نقاہت کی بنا پر خود ہی مناظرہ سے انکار کر دیں گے، ورنہ طبیب منع کر دے گا۔ امام احمد رضا بریلوی نے مناظرہ کا یہ چیلنج قبول فرمالیا۔ معالج نے بہت منع کیا، لیکن آپ نے فرمایا:

"مناظرہ کرتے ہوئے مجھے مر جانا منظور ہے اور مناظرہ سے انکار کر کے مجھے بچنا مقصود نہیں ہے۔"[1]

اسی حالت میں تیس سوالات لکھ کر مولانا محمد حسن سنبھلی کے پاس بھیج دیئے۔ انہوں نے کمال دیانت سے فرمایا کہ کوئی شخص تفضیلی عقیدہ رکھتے ہوئے ان کے جوابات نہیں دے سکتا اور گاڑی پر سوار ہو کر واپس چلے گئے۔ اس واقعہ کی تفصیل فتح خیبر (۱۳۰۰ھ) میں چھپ چکی ہے۔

مولانا ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں:

"اس کے بعد شرح عقائد کا حاشیہ مسمّٰی بہ نظم الفرائد تحریر فرمایا جس میں مذہب اہل سُنّت و جماعت کی حمایت و تائید کی۔"[2]

---

[1] ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱، ص ۱۳

[2] ایضاً: " " " ص ۱۳

سُنّیت اختیار کریں، ورنہ شفا نہیں

ایک دفعہ ایک امیرِ کبیر کی بیگم بیمار ہوئی جو سُنّی نہ تھی۔ مارہرہ شریف کے حضرت سید مہدی حسن میاں کی معرفت سوال کیا گیا کہ وہ صحت یاب ہو گی یا نہیں؟ امام احمد رضا بریلوی نے علم جفر کے ذریعے معلوم کر کے جواب ارسال کیا:

"سُنّیت اختیار کریں، ورنہ شفا نہیں۔" [1]

حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ امیر انجمن حزب الاحناف لاہور نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ یہ واقعہ سابق نواب رام پور، حامد علی خاں کی بیگم 'اقبال بیگم' کا واقعہ ہے اور وہ شیعہ تھی اور شیعہ ہی اس دنیا سے رخصت ہوئی۔

ایک مرتبہ علامہ ابوالحسنات قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ علم جفر کے ذریعے سوال کا جواب اثبات میں آتا ہے یا نفی میں، لیکن یہ جواب نہیں آسکتا کہ اگر سُنّی ہو گا تو یوں ہو گا اور شیعہ ہو گا، تو یوں ہو گا۔ محمد جعفر شاہ پھلواری نے اس کی توجیہ کی کہ:

"حضرت فاضل بریلوی نے در اصل دو سوالوں کا جواب نکالا تھا،

کیا وہ اچھی ہو گی ــــــــ جواب آیا نہیں

کیا وہ سُنّی ہو گی ــــــــ جواب آیا نہیں

پھر انہوں نے دونوں کو ملا کر ایک کر دیا، یعنی نہ وہ اچھی ہو گی اور نہ سُنّی ہو گی۔ دوسرے لفظوں میں اگر وہ سُنّی ہو گی، تو تندرست ہو جائے گی۔" [2]

یہ توجیہ تکلف سے خالی نہیں؛ حیدر آباد (دکن) کے ایک فاضل نے امام احمد رضا سے سوال کیا کہ ایک شخص 'دلاور علی' ایک کافرہ عورت کا طلب گار ہے، کیا وہ اس سے

---

[1] ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۲

[2] مرید احمد چشتی: جہانِ رضا (مرکزی مجلسِ رضا، لاہور)، ص ۱-۱۳۰

نکاح کر سکے گا؟ امام احمد رضا بریلوی نے علم جفر سے سوال کیا، جواب آیا:

"اس سے کیسے نکاح کرے گا، جبکہ وہ مشرکہ ہے اور کبھی بھی ایمان نہیں لائے گی۔" [1]

دو مرتبہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں پڑی، اسی جواب کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ عورت ایمان لے آئے، تو نکاح ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔

شیعہ کا حکم؟

روافض کا حکم کیا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"رافضی اگر امیر المومنین علی مرتضیٰ کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دے تو مبتدع ہے، جیسے فتاویٰ خلاصہ، عالمگیری وغیرہ میں ہے اور اگر شیخین یا ان میں سے ایک کی امامت کا انکار کرے تو فقہاء نے اسے کافر قرار دیا اور متکلمین نے بدعتی اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے لیے بدا۔ کا قائل ہو کہ اسے پہلے علم نہیں ہوتا شے واقع ہونے کے بعد علم ہوتا ہے، یا کہے کہ موجودہ قرآن ناقص ہے۔ صحابہ یا کسی دوسرے نے اس میں تحریف کی ہے یا یہ کہ امیر المومنین (علی مرتضیٰ) یا اہل بیت میں سے کوئی امام، اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء سابقین صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم سے افضل ہے جیسے کہ ہمارے شہر کے رافضی کہتے ہیں اور ان کے اس دور کے مجتہد نے تصریح کی ہے، تو وہ قطعاً کافر ہے اور اس کا حکم مرتدوں والا ہے جیسے کہ فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے عالمگیری میں ہے۔" [2]

اس کے علاوہ احکامِ شریعت (مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی) کے درج ذیل صفحات:

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام: الوسائل الرضویہ للمسائل الجفریہ (مرکزی مجلس رضا، لاہور) ص ۶

[2] ایضاً: فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین، (مکتبہ ایشق، ترکی) ص ۱۰

۱۲۳ — ۱۲۶ — ۱۲۷ — ۱۴۶ — ۱۷۹

اور فتاویٰ رضویہ جلد ششم مطبوعہ مبارک پور (انڈیا) کے درج ذیل صفحات ملاحظہ کیے جائیں:

۲۵ — ۳۲ — ۳۵ — ۳۷ — ۹۴ — ۱۵۸ — ۱۶۹ — ۴۲۹

۴۷۷ — ۴۸۴ — ۴۸۶ — ۴۹۰ — ۵۲۷ — ۵۲۸

اسی طرح فتاویٰ رضویہ کی باقی جلدیں دیکھیے، معلوم ہو جائے گا کہ امام احمد رضا بریلوی نے شیعہ اور روافض کے بارے میں کیا کیا احکام بیان کیے ہیں۔

مشہورِ زمانہ سلام کے چند اشعار دیکھیے ؎

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل — ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر — اس خدا داد حضرت پہ لاکھوں سلام
دُرِّ منثورِ قرآں کی سلک بہی — زوجِ دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیصِ ہدیٰ — حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام
مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین — ساقیِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اولیں دافعِ اہلِ رفض و خروج — چارمی رکنِ ملت پہ لاکھوں سلام
ماحیِ رفض و تفضیل و نصب و خروج — حامیِ دین و سنت پہ لاکھوں سلام[1]

سبحان اللہ کس عمدگی کے ساتھ مسلکِ اہلِ سنت کی ترجمانی فرمائی ہے۔ بے شک اہلِ سنت کا امام ہی اتنی نفیس ترجمانی کر سکتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے ردیف بار میں ۲۱۶ اشعار پر مشتمل طویل قصیدہ کہا جس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بڑی شرح و بسط سے بیان کیے اور آخر میں بد مذہبوں پر تند و تیز تنقید کی ہے۔ زورِ بیان، شکوہِ الفاظ اور مطالب کی بلندی دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

---

[1] امام احمد رضا بریلوی: حدائق بخشش (مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی) ج ۲، ص ۲۶-۲۵

علی سے محبت عمر سے عداوت — کہیں بھی ہوئے جمع نور دغواہب
روافض پہ واللہ قہرِ علی ہے — خوارج پہ فاروق اعظم معاتب
وہی تو محبانِ حیدر جو رکھیں — تقیے کی تہمت بسرِ شیرِ غالب؟

شیعہ ہونے کا الزام

دین و دیانت رکھنے والے حضرات کے لیے یہ امر باعثِ حیرت ہوگا کہ اہل سنت کے امام مولانا شاہ احمد رضا بریلوی پر لگائے جانے والے بے بنیاد الزامات میں سے ایک الزام یہ بھی ہے،

"وہ ایسے شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جس نے اہل سنت کو نقصان پہنچانے کے لیے بطور تقیہ، سنی ہونا ظاہر کیا تھا۔" [2]

پندرھویں صدی کا یہ عظیم ترین جھوٹ بولتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ کیا ساری دنیا اندھی ہوگئی ہے جسے امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملے گا جو شخص فتاویٰ رضویہ اور دیگر بلند پایہ علمی تصانیف کا مطالعہ کرے گا، وہ آپ کی صداقت اور دیانت کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا؟ کیا قیامت کے دن، واحد قہار کی بارگاہ میں جواب دہی کا یقین بالکل ہی جاتا رہا ہے؟ یا روزِ قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں ہے اس دعوے پر جو دلائل پیش کیے گئے ہیں، وہ اس قدر بے وزن اور غیر معقول ہیں کہ دلائل کہلانے کے قابل ہی نہیں، ذیل میں ان کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے،

الزام نمبر ۱: ان کے آباؤ اجداد کے نام شیعوں والے ہیں، ایسے نام اہل سنت میں رائج نہ تھے اور وہ یہ ہیں،

---

[1] محمد محبوب علی خاں، مولانا: حدائق بخشش (نابھہ سٹیم پریس، نابھہ) ج ۳، ص ۲۶

[2] ظہیر: البریلویۃ ص ۲۱

احمد رضا، ابن نقی علی ابن رضا علی ابن کاظم علی [1]

"نواب صدیق حسن خان کے والد کا نام حسن، دادا کا نام علی الحسینی، بیٹے کا نام میر علی خاں اور میر نور الحسن خان [2]

غیر مقلدین کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی ہیں، مدراس کے مولوی صاحب کا نام محمد باقر ہے۔ قنوج کے مولوی کا نام ہے رستم علی ابن علی اصغر، ایک دوسرے مولوی کا نام غلام حسنین ابن مولوی حسین علی۔ ان لوگوں کا تذکرہ نواب بھوپالی کی کتاب ابجد العلوم کی تیسری جلد میں کیا گیا ہے۔ اہل حدیث کے جریدے اشاعۃ السنۃ کے ایڈیٹر کا نام محمد حسین بٹالوی ہے۔ کیا یہ سب شیعہ ہیں؟

الزام ۲: "بریلوی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں ایسے کلمات کہے کہ انہیں سنی کبھی زبان پر نہیں لا سکتا۔" [1]

اللھم سبحٰنک ھٰذا بھتان عظیم

حدائق بخشش حصہ سوم

امام احمد رضا بریلوی کا نعتیہ دیوان دو حصے پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں مرتب اور شائع ہوا۔ ماہِ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو آپ کا وصال ہوا۔ وصال کے دو سال بعد ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء میں مولانا محمد محبوب علی قادری لکھنوی نے آپ کا کلام متفرق مقامات سے حاصل کر کے حدائق بخشش حصہ سوم کے نام سے شائع کر دیا۔ انہوں نے مسودہ نابھہ سٹیم پریس، نابھہ کے سپرد کر دیا، پریس والوں نے کتابت کروائی اور کتاب چھاپ دی۔

---

[1] ظہیر: البریلویۃ ص ۲۱

[2] ظہیر: البریلویۃ ص ۲۱

کاتب بدمذہب تھا، اُس نے دانستہ یا نادانستہ چند ایسے اشعار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح کے قصیدے میں شامل کر دیئے جو ام زرع وغیرہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں تھے، ان عورتوں کا ذکر حدیث کی کتابوں مسلم شریف، ترمذی شریف اور نسائی شریف وغیرہ میں موجود ہے۔

مولانا محمد محبوب علی خاں سے چند ایک تسامح ہوئے۔

(۱) چھپائی سے پہلے انہوں نے اپنی مصروفیات اور پریس والوں پر اعتماد کر کے چھپنے سے پہلے کتابت کو چیک نہ کیا۔

(۲) کتاب کا نام حدائق بخشش حصہ سوم رکھ دیا، حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ "باقیاتِ رضا" یا اسی قسم کا کوئی دوسرا نام رکھتے۔

(۳) ٹائیٹل پیج پر کتاب کے نام کے ساتھ ۱۳۲۵ھ بھی لکھ دیا، حالانکہ یہ سن پہلے دو حصوں کی ترتیب کا تھا جو مصنف کے سامنے ہی چھپ چکے تھے۔ تیسرا حصہ تو ۱۳۴۲ھ میں مرتب ہو کر شائع ہوا[1] اسی لئے ٹائیٹل پیج پر امام احمد رضا بریلوی کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہوا ہے۔ اگر ان کی زندگی اور ۱۳۲۵ھ میں یہ کتاب چھپتی، تو ایسے دعائیہ کلمات ہرگز نہ درج ہوتے۔

(۴) یہ مجموعہ مرتب کر کے امام احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے مولانا مصطفےٰ رضا خاں یا بھتیجے مولانا حسنین رضا خاں کو دکھائے اور منظوری حاصل کیے بغیر چھاپ دیا۔

(۵) کتاب چھپنے کے بعد جیسے ہی صورت حال سامنے آئی تھی، اس غلطی کی تصحیح کا اعلان کر دیتے تو صورتِ حال اتنی سنگین نہ ہوتی، لیکن یہ سوچ کر خاموش رہے کہ اہل علم خود ہی سمجھ جائیں گے کہ یہ اشعار غلط جگہ چھپ گئے ہیں اور آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے گی۔

محدثِ اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی کے صاحبزادے حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں فرماتے ہیں:

---

[1] محمد محبوب علی خاں، مولانا: حدائق بخشش (نامی سلیم پریس، نابھہ) ص ۱۰

"مجھے محبوب الملت (مولانا محمد محبوب علی خاں) کے خلوص سے انکار نہیں اور نہ ہی میں یہ ماننے کے لیے تیار ہوں کہ انہوں نے امام احمد رضا کی کسی قدیم رنجش کی بنا پر ایسا کیا لیکن میں اس حقیقت کے اظہار سے بھی اپنے کو روک نہیں پا رہا ہوں کہ محبوب الملت نے کسی سے مشورہ کیے بغیر "حدائق بخشش" میں تیسری جلد کا اضافہ کر کے اپنی زندگی کا سب سے بڑا تسامح کیا ہے۔ ایک ایسا تسامح جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک ایسی فاش غلطی جس کی تنہا ذمہ داری محبوب الملت پر عائد ہوتے ہوئے بھی امام احمد رضا کو مخالفین کے اتہام کی زد سے بچا نہ سکی۔ سوچ کر بتائیے کہ اس میں امام احمد رضا کی کیا غلطی ؟ غیر شعوری ہی کیوں نہ ہو آنے والا مؤرخ اس طرح کی خوش عقیدگی کو ظلم ہی سے معنون کرے گا۔"[1]

ایک عرصہ بعد دیوبندی مکتبِ فکر کی طرف سے پورے شدومد سے یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ مولانا محمد محبوب علی خاں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں گستاخی کی ہے، لہٰذا انہیں بمبئی کی سنی جامع مسجد سے نکال دیا جائے۔

مولانا محمد محبوب علی خاں نے اسے اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا اور وہ کچھ کیا جو ایک سچے مسلمان کا کام ہے۔ انہوں نے مختلف جرائد اور اخبارات میں اپنا توبہ نامہ شائع کرایا۔ علامہ مشتاق احمد نظامی (مصنف خون کے آنسو) نے ایک ہفت روزہ کے ذریعے انہیں غلطی کی طرف متوجہ کیا تھا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

آج ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ کو بمبئی کے ہفتہ وار اخبار میں آپ کی تحریر "حدائق بخشش" حصہ سوم کے متعلق دیکھی، جواباً پہلے فقیر حقیر اپنی غلطی اور تساہل کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اس خطا اور غلطی کی معافی چاہتا ہے اور استغفار کرتا ہے، خدا تعالیٰ معافی بخشے، آمین! (ماہنامہ سنی دنیا شمارہ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ ص ۱۰)[2]

---

[1] شرکت حنفیہ، لاہور، انوار رضا ص ۲۱

[2] محمد مظہر اللہ دہلوی، مفتی، فتاویٰ مظہریہ (مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی) ج ۲، ص ۳۹۳

اس کے باوجود مخالفین نے اطمینان کا سانس نہ لیا، بلکہ پروپیگنڈا کیا کہ یہ توبہ قابل قبول نہیں ہے۔ اس پر علمائے اہل سنت سے فتوے حاصل کیے گئے کہ ان کی توبہ یقیناً مقبول ہے، کیونکہ انہوں نے یہ اشعار نہ تو امّ المومنین کے بارے میں کہے اور نہ لکھے ہیں، ان کی غلطی صرف اتنی تھی کہ کتابت کی دیکھ بھال نہ کرسکے۔ اس کی انہوں نے علی الاعلان اور بار بار توبہ کی ہے اور درِ توبہ کھلا ہوا ہے۔ پھر کسی کے یہ کہنے کا کیا جواز ہے کہ توبہ قبول نہیں۔ یہ فتاویٰ فیصلہ مقدسہ کے نام سے ۱۳۷۵ھ میں چھپ گئے اور تمام شور اور شر ختم ہوگیا، اس میں ایک سو انیس علماء کے فتوے اور تصدیقی دستخط ہیں۔ الحمدللہ! کہ فیصلہ مقدسہ، مرکزی مجلس رضا لاہور نے دوبارہ چھاپ دیا ہے۔ تفصیلات اس میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

مقامِ غور ہے کہ جو کتاب امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے بعد مرتب ہوکر چھپی ہو، اس میں پائی جانے والی غلطی کی ذمہ داری ان پر کیسے ڈالی جاسکتی ہے؟ ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء میں بھی جب یہ ہنگامہ کھڑا کیا گیا تو تمام تر ذمہ داری مولانا محمد محبوب علی خاں مرتب کتاب پر ڈال دی گئی تھی۔ کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ امام احمد رضا بریلوی نے حضرت امّ المومنین کی شان میں گستاخی کی ہے' لیکن آج حقائق سے منہ موڑ کر گستاخی کا الزام انہیں دیا جارہا ہے۔

آج تک امام احمد رضا بریلوی اور ان کے ہم مسلک علماء پر یہی الزام عائد کیا جاتا تھا کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کی محبت و تعظیم میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ پھر یکایک یہ کایا پلٹ کیسے ہوگئی کہ انہیں گستاخی کا مرتکب قرار دیا جارہا ہے؟ دراصل امام احمد رضا بریلوی نے بارگاہِ خداوندی اور حضرات انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا سخت علمی و قلمی محاسبہ کیا تھا' جس کا نہ تو جواب دیا جاسکا اور نہ ہی توبہ کی توفیق ہوئی۔ الٹا انہیں بے بنیاد الزام دیا جانے لگا کہ یہ گستاخی کے مرتکب ہیں۔

مولوی محمد اسماعیل دہلوی اپنے پیر و مرشد سید احمد (رائے بریلی) کے بارے میں کہتے ہیں کہ کمالاتِ طریقِ نبوت اجمالاً تو ان کی فطرت میں موجود تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ یہ کمالات

راہِ نبوت تفصیلاً کمال کو پہنچ گئے اور کمالات طریقِ ولایت بطریقِ احسن جلوہ گر ہو گئے۔ ان کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"جناب علی مرتضیٰ نے حضرت کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور اُن کے بدن کو خوب دھویا، جیسے باپ اپنے بچوں کو مل مل کر غسل دیتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا نے بیش قیمت لباس اپنے ہاتھ سے انہیں پہنایا۔ پھر اسی واقعہ کے سبب کمالاتِ طریقِ نبوت انتہائی جلوہ گر ہو گئے۔"[1]

یہ اگرچہ خواب کا واقعہ بتایا جا رہا ہے، لیکن ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ ایسے واقعات کا کتابوں میں درج کرنا اور پھر فارسی اور اُردو میں انہیں بار بار شائع کرنا حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں سوئے ادبی نہیں ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ علمائے اہل سنت کے توجہ دلانے کے باوجود علماء اہل حدیث نے اس کا تدارک نہ کیا اور نہ ہی توبہ کی۔ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مشکلے دارم ز دانایانِ عالم باز پرس !!
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

الزام ۳۴ ، انہوں نے ایسے عقائد و افکار کو رواج دیا جو ان سے پہلے پاک و ہند کے اہل سنت میں رائج نہیں تھے اور وہ تمام شیعہ سے ماخوذ ہیں جیسے انبیاء و اولیاء کے لیے علم غیب، مسئلہ علم ماکان و مایکون اور اختیار و قدرت وغیرہ۔[2]

یہ تو آپ آئندہ ابواب میں دیکھیں گے کہ یہ عقائد قرآن و حدیث اور علماء اسلام کے اقوال سے ثابت ہیں اور وہ عقائد ہیں جو ابتداء اسلام ہی سے چلے آتے ہیں۔ اس وقت صرف چند حوالے درج کیے جاتے ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ امام احمد رضا بریلوی نے قدیم سُنی حنفی

---

[1] ظہیر، البریلویۃ ص ۱۲۱

طریقے کی حمایت وحفاظت کی ہے اور دوسرے فرقوں نے سلف صالحین کے راستے سے انحراف کیا ہے۔

سید سلیمان ندوی جن کا میلانِ طبع اہل حدیث کی طرف تھا، بیان کرتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد دو گروہ نمایاں ہوتے :

(۱) علماء دیوبند اور مولانا سخاوت علی جونپوری وغیرہ اس سلسلے میں توحید خالص کے جذبہ کے ساتھ حنفیت کی تقلید کا رنگ نمایاں رہا۔ (۲) میاں نذیر حسین دہلوی اس سلسلے میں توحید خالص اور ردِ بدعت کے ساتھ فقہ حنفی کی تقلید کی بجائے براہِ راست کتبِ حدیث سے بقدرِ فہم استفادہ اور اس کے مطابق عمل کا جذبہ نمایاں ہوا اور اسی سلسلے کا نام اہل حدیث مشہور ہوا۔ ان دو کے علاوہ ایک تیسرا سلسلہ بھی تھا، جس کا ذکر وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں :

"تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے کو اہل السنۃ کہتا رہا۔ اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔"[1]

اس اقتباس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ بریلی اور بدایوں کے علماء کسی نئے فرقے کے بانی نہ تھے، بلکہ اصلی سلفی حنفی تھے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری مدیر اہل حدیث نے ۱۹۳۷ء میں لکھا تھا:

"امرتسر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے، اسی سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے، جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔"[2]

چونکہ امام احمد رضا بریلوی نے مسلکِ اہل سنت اور مذہب حنفی کی زبردست حمایت وحفاظت کی تھی، اس لیے ان کی نسبت، اہل سنت کے لیے نشانِ امتیاز بن گئی ہے ورنہ بریلوی کوئی نیا فرقہ نہیں ہے۔

---

[1] سید سلیمان ندوی: حیاتِ شبلی، ص ۴۶ تا ۴۶ (بحوالہ تقریب تذکرہ اکابر اہل سنت)
[2] ثناء اللہ امرتسری: شمعِ توحید (مطبوعہ سرگودھا)، ص ۴۰

شیخ محمد اکرام جو سر سید کے مکتبِ فکر سے وابستہ اور اہل سنت و جماعت سے کھلم کھلا عناد رکھتے تھے، وہ بھی بریلوی پارٹی کے عنوان کے تحت امام احمد رضا بریلوی کے متعلق لکھ گئے

"انہوں نے ...... نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی"[1]

ہندوستان کے معروف محقق اور ادیب مالک رام جو قادیانیت اور ندویت دونوں سے متاثر ہیں، امام احمد رضا بریلوی کے بارے میں لکھتے ہیں؛

"جیسا کہ سب کو معلوم ہے بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے، وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے"[2]

اس کے باوجود کوئی شخص حقائق کا منہ چڑانے کی کوشش کرے، تو اسے کیا کہا جائے؟

ائمہ اہل سنت اور فضائل اہل بیت

الزام ۱۲: وہ شیعی روایات و احادیث کی روایت کرتے تھے اور انہیں اہل سنت میں رواج دیتے تھے، مثلاً ان علیاً قسیم النار علی مرتضیٰ دشمنوں کو آگ تقسیم کرنے والے ہیں۔ نیز یہ روایت کہ فاطمہ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی ذریت کو آگ سے دُور کر دیا ہے"[3]

حضرت امام علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں؛

وقد خرج اھل الصحیح والائمۃ ما اعلم بہ اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم مما وعدھم من الظھور علی اعدائہ

---

[1] شیخ محمد اکرام؛ موج کوثر (طبع ہفتم ۱۹۶۶ء) ص ۷۰ (بحوالہ التقریب مذکور)

[2] مالک رام؛ تذکرہ (مطبوعہ دہلی) ص ۱۳ (ایضاً)

[3] ظہیر؛ البریلویۃ، ص ۲۲-۲۱

(الیٰ ان قال) وقتل علیؓ وأن اشقاھا الذی یخضب
ھذہ من ھذہ ای لحیتہ من رأسہ وانہ قسیم النار
یدخل اولیائہ الجنۃ واعداءہ النار۔ [1]

"اصحاب صحاح اور ائمۂ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں، جن میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں، مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت اور یہ کہ امت کا بدبخت ترین ان کے سر مبارک کے خون سے ریشِ مطہر کو رنگے گا اور یہ کہ مولیٰ علی قسیمِ دوزخ ہیں، اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے"

کیا قاضی عیاض شیعہ تھے؟ نہیں، ہرگز نہیں، وہ اہل سنت کے مسلم بزرگ اور امام ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

کان امام وقتہ فی الحدیث وعلومہ (الیٰ ان قال)
وکان لہ عنایۃ کثیرۃ بہ والاھتمام بجمعہ وتقییدہ
وھو من اھل الیقین فی العلم والذکاء والفطنۃ والفھم [2]

"قاضی عیاض اپنے دور میں حدیث اور علومِ حدیث کے امام تھے۔ حدیث کی طرف ان کی توجہ بہت تھی۔ حدیث کے جمع کرنے اور ضبط کا اہتمام کرتے تھے، وہ علم و فہم اور ذکاوت و فطانت میں صاحبِ یقین تھے۔"

شافعیہ کے عظیم ترین عالم حضرت علامہ نووی مسلم شریف کی شرح میں اکثر و بیشتر علامہ قاضی عیاض کے حوالے بطورِ استشہاد نقل کرتے ہیں۔ اس خارجیت کا کیا کیا جائے کہ جب محبِ اہل بیت دیکھا اُسے رافضی اور شیعہ کا لقب دے دیا، حالانکہ اہل سنت کا امتیازی

---

[1] قاضی عیاض مالکی، الشفاء (فاروقی کتب خانہ، ملتان) ج ۱، ص ۲۲۳

[2] نواب صدیق حسن خاں، ابجد العلوم ج ۳، ص ۱۴۸

شان یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام و اہل بیت عظام دونوں کے ساتھ والہانہ عقیدت محبت رکھتے ہیں۔ امام شافعی کو بھی اہل بیت کی محبت پر رافضی ہونے کا الزام دیا گیا تھا۔ امام نے اس کے جواب میں فرمایا :

لوکان رفضا حب آلِ محمد
فلیشهد الثقلان انی رافضی [1]

"اگر آلِ محمد کی محبت رفض ہے، تو جن و انسان گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں"

یعنی یہ غلط ہے کہ اہل بیت کی محبت رفض ہے، رافضی تو صحابہ کرام سے عداوت رکھتے ہیں، ایسے خارجی اہل بیت کے دشمن ہیں، اہل سنت دونوں محبتوں کے جامع ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اہل سُنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

شفاء شریف کی شرح نسیم الریاض میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ ابن اثیر نے نہایہ میں بیان کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

انا قسیم النار [2]

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں :

"ابن اثیر ثقہ ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا ہے، وہ رائے سے نہیں کہا جا سکتا، لہٰذا یہ حکماً حدیث مرفوع ہے، کیونکہ اس میں اجتہاد کا دخل نہیں ہے۔" [3]

---

[1] ابن حجر مکی ہیتمی : الصواعق المحرقہ (مکتبۃ القاہرہ، مصر) ص ۴۳

[2] احمد شہاب الدین الخفاجی، علامہ : نسیم الریاض (مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ) ج ۲، ص ۱۶۳

[3] ایضاً

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد حضرت شاذان فضلی نے جزء "ردّ الشمس" میں روایت کیا ہے۔ [1]

کیا اس کے باوجود بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ شیعی روایت ہے؟

کیا حضرت شاذان فضلی، قاضی عیاض، ابن اثیر اور علامہ شہاب الدین خفاجی سب ہی شیعہ ہیں؟

دوسری روایت کے بارے میں سنیے، حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

فقد ورد مرفوعاً "انما سمیت فاطمة لان اللہ قد فطمها وذریتها عن النار یوم القیامة" اخرجه الحافظ الدمشقی، وروی النسائی مرفوعاً "انما سمیت فاطمة لان اللہ تعالیٰ فطمها ومحبیها عن النار"۔ [2]

"مرفوعاً وارد ہے (یعنی یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے) کہ فاطمہ، اس لیے نام رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو قیامت کے دن آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ یہ روایت حافظ الحدیث ابن عساکر دمشقی نے بیان کی۔ امام نسائی حدیث مرفوع روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ، اس لیے نام رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے محبین کو آگ سے محفوظ کر دیا ہے"

اب بتایا جائے کہ اس روایت کے بیان کرنے پر صرف امام احمد رضا بریلوی کو شیعہ ہونے کا الزام دیا جائے گا یا اس الزام میں حافظ ابن عساکر دمشقی، امام نسائی اور ملا علی قاری کو بھی شریک کیا جائے گا؟ ان حضرات کو شیعہ قرار دینے والا کیا اپنا نام خوارج کی فہرست میں داخل نہیں کرائے گا؟

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام: الامن والعلیٰ (کامیاب دار التبلیغ، لاہور) ص ۵۹

[2] علی بن سلطان محمد القاری: شرح فقہ اکبر (مصطفی البابی، مصر) ص ۱۱۰

الزام ۵: "وہ کہتے تھے کہ اغواث یعنی مخلوق کے مددگاروں اور وہ جن سے مدد طلب کی جاتی ہے کی ترتیب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع ہو کر حضرت حسن عسکری تک ہے۔ حضرت حسن عسکری شیعہ کے نزدیک بارھویں امام ہیں۔"[1]

یہ نقل، اصل کے بالکل خلاف ہے۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

"غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے (اس سلطنت میں وزیر دستِ چپ وزیر دستِ راست سے اعلیٰ ہوتا ہے) اور فاروق اعظم وزیر دستِ راست، پھر امت میں سب سے پہلے درجۂ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی۔ اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے۔

پھر مولیٰ علی کو (غوثیت عطا ہوئی) اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے۔ پھر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب مستقل غوث ہوتے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم تک جتنے حضرات ہوئے، سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مستقل غوث، حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔"[2]

---

[1] ظہیر: البریلویہ، ص ۲۲

[2] محمد مصطفیٰ رضا خاں، مولانا: ملفوظات (مطبوعہ لاہور) ص ۱۱۵

اس عبارت کے دو پیرے ہیں، الزام دینے کے لیے صرف دوسرے پیرے کا ایک حصہ نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کے نزدیک پہلے غوث حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آخری غوث حضرت حسن عسکری ہیں یعنی ان کے نزدیک صرف وہی شیعوں کے بارہ امام ہی غوث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاشیہ میں بطور حوالہ صرف ملفوظات لکھنے پر اکتفا کیا گیا، صفحہ نمبر نہیں لکھا گیا تاکہ اصل کی طرف رجوع کرنے سے حقیقت نہ کھل جائے! انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے، تو معلوم ہوگا کہ امام احمد رضا نے امت میں سب سے پہلا غوث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار دیا ہے اور آخر میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے کیا شیعہ ان حضرات کو غوث مانتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

پھر یہ کہنا کہ یہ شیعہ کے بارہ امام ہیں۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ حضرات اہل سنت کے نزدیک بھی مسلم روحانی پیشوا ہیں، شیعہ سے فرق اس لحاظ سے ہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ حضرات معصوم اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نظم مملکت کے لیے مقرر کردہ خلیفہ نہیں ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چوتھا خلیفہ مانتے ہیں، جبکہ شیعہ کا ان امور میں اختلاف ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں:

والمشائخ فی علم السر وتصفیة الباطن فان المرجع فیه الی العترة الطاهرة [1]

"مشائخ نے علم سر اور تصفیہ باطن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استناد کیا ہے، کیونکہ اس علم کا سرچشمہ اہل بیت کرام ہیں۔"

علامہ نے نہ صرف یہ قول نقل کیا ہے، بلکہ اسے برقرار رکھا ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے سوال کیا گیا:

[1] سعد الدین مسعود التفتازانی، علامہ: شرح مقاصد (دار المعارف النعمانیہ لاہور) ج ۲، ص ۳۰۰

جناب فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب قدس سرہٗ در تفہیمات الٰہیہ وغیرہ صفاتِ اربعہ کہ عصمت وحکمت ووجاہت وقطبیت باطنہ است برائے حضرات ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ثابت کردہ اند[1]

"فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے تفہیماتِ الٰہیہ وغیرہ میں عصمت، حکمت، وجاہت اور قطبیت چار صفتیں بارہ اماموں کے لیے ثابت کی ہیں۔"

کیا یہ عقیدہ خلفائے ثلاثہ کی افضلیت کے خلاف نہیں ہے؟

اس کے جواب میں سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں،

"قطبیت باطنہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو مخصوص فرما دیتا ہے کہ فیض الٰہی اولاً و بالذات ان پر نازل ہوتا ہے، پھر ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اگرچہ بہ ظاہر کوئی ان سے کسب فیض نہ کرے جیسے سورج کی شعاعیں روشن دان کے ذریعے کسی گھر میں پہنچیں تو اولاً وہ روشندان روشن ہوگا اور اس کے واسطہ سے گھر کی تمام چیزیں روشن ہوں گی۔ اس کو قطب ارشاد بھی کہتے ہیں، برخلاف قطب مدار کے۔

خلاصہ یہ کہ از روئے تحقیق ان چار صفات کا (بارہ اماموں کے لیے) ثابت کرنا نہ مذہب اہل سنت کے خلاف ہے، اگرچہ ظاہر بین حضرات ان الفاظ کے استعمال سے گھبرائیں گے اور نہ شیخین کی افضلیت کے خلاف ہے جس پر تمام اہلِ حق کا اتفاق ہے۔" (ترجمہ)[2]

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز

---

[1] عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ، فتاویٰ عزیزی فارسی (مجتبائی دہلی)، ج ۱، ص ۱۲۷

[2] ایضاً ص ۱۲۹

محدث دہلوی کے نزدیک بارہ امام نہ صرف روحانی پیشوا ہیں، بلکہ عصمت، حکمت، وجاہت اور قطبیت باطنہ چاروں صفات کے حامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیض اولاً ان پر نازل ہوتا ہے اور ان کے واسطے سے دوسروں تک پہنچتا ہے۔ کیا علامہ تفتازانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سب کے سب شیعہ ہیں؟ یا یہ فتویٰ امام احمد رضا بریلوی ہی کے لیے مختص ہے؟

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا یہ ارشاد بھی توجہ طلب ہے:

"معنی امامت کہ در اولاد حضرت امیر باقی ماند ویکے مردیگرے راوصی آں می ساخت ہمیں قطبیتِ ارشاد ومنبعیتِ فیض ولایت بود واہذا الزام ایں امر بر کافہ خلائق از ائمۂ اطہار مروی نشدہ بلکہ یارانِ چیدہ ومصاحبانِ برگزیدہ خود را باں فیض خاص مشرف می ساختند وہریکے را بقدر استعداد او باں دولت می نواختند۔" [1]

"حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں جو امامت باقی رہی اور ان میں سے ایک، دوسرے کو وصی بناتا رہا۔ وہ یہی قطبیتِ ارشاد اور فیضِ ولایت کا منبع ہونا تھا، اسی لیے ائمۂ اطہار میں سے کسی سے مروی نہیں کہ انہوں نے امامت کا تسلیم کرنا تمام انسانوں پر لازم قرار دیا ہو، بلکہ اپنے چیدہ چیدہ دوستوں اور منتخب مصاحبوں کو اس فیضِ خاص سے مشرف فرماتے تھے، اور ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اس دولت سے نوازتے تھے۔"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ایک اور فرمان ملاحظہ ہو جو چشمِ بصیرت کے لیے سرمہ ثابت ہوگا:

"نیز پچھلے امام مثل حضرت سجاد و باقر و صادق و کاظم و رضا تمام اہل سنت

---

[1] عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ: تحفہ اثنا عشریہ، ص ۲۱۴

کے مقتدا اور پیشوا ہوئے ہیں کہ اہل سنت کے علماء مثلاً زہری، امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے ان حضرات کی شاگردی اختیار کی ہے اور اس وقت کے صوفیاء مثلاً حضرت معروف کرخی وغیرہ نے ان حضرات سے کسب فیض کیا اور مشائخ طریقت نے ان حضرات کے سلسلہ کو سلسلۃ الذہب قرار دیا اور اہل سنت کے محدثین نے ان بزرگوں سے ہر فن خصوصاً تفسیر و سلوک میں احادیث کے دفتروں کے دفتر روایت کیے ہیں۔" [1]

اب تو اہل سنت کے ائمہ مجتہدین، محدثین، مفسرین اور صوفیاء کو بھی شیعہ قرار دے دیجیے کہ وہ ائمہ اہل بیت سے ہر قسم کا استفادہ اور استناد کرتے رہے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی تو بارہ اماموں کو غوث ہی مانتے ہیں لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تو بارہ اماموں کو معصوم اور قطب ارشاد بھی مانتے ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کی تائید کر رہے ہیں، ان کے شیعہ ہونے پر تو بہت پختہ مُہر ثبت ہونی چاہیے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بارہ اماموں کو چار صفات، عصمت، حکمت، وجاہت اور قطبیت باطنہ کا حامل قرار دیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کے معصوم ہونے کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عصمت کے دو معنی ہیں: (۱) گناہ پر قادر ہونے کے باوجود اس کا صدور محال ہو اور یہ معنی باجماع اہل سنت، حضرات انبیاء اور ملائکہ علویہ کے ساتھ مخصوص ہے (۲) گناہ کا صادر ہونا جائز ہے، اس پر کوئی محال لازم نہیں آتا لیکن اس کے باوجود صادر نہ ہو اور اس معنی کو صوفیہ محفوظیت کہتے ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے صوفیہ کے کلام میں اپنے لیے عصمت کی دعا واقع ہے (ترجمہ)" [2]

---

[1] عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ: تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۳۳

[2] ایضاً: فتاویٰ عزیزی فارسی ج ۱ ص ۱۲۸

الزام ۱۰ : انہوں نے کہا کہ علی مرتضیٰ اس شخص کی بلا کو دفع کرتے ہیں اور تکلیفوں کو دُور کرتے ہیں جو مشہور دُعا سیفی سات بار، تین بار، یا ایک بار پڑھے اور وہ دُعا یہ ہے :

نادِ علیاً مظہر العجائب والغرائب، تجدہ عوناً لك فی النوائب، کل ھم وغم سینجلی بولایتك یا علیّ یا علیّ یا علیّ۔[1]

امام احمد رضا بریلوی نے یہ دُعا ایک ایسی کتاب سے نقل کی ہے جس کی اجازتیں حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اپنے اساتذۂ حدیث سے لیتے اور اپنے شاگردوں کو دیتے رہے، ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں :

"طرفہ تر یہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" سے روشن کہ شاہ صاحب والا مناقب اور ان کے بارہ اساتذۂ علم حدیث ومشائخ طریقت جن میں مولانا طاہر مدنی اور ان کے والد واستاذ و پیر مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسلِ حدیث انہیں علماء سے ہیں "جواہرِ خمسہ" حضرت شاہ محمد گوالیاری علیہ رحمۃ الباری وخاص "دُعائے سیفی" کی اجازتیں لیتے اور اپنے مریدین ومعتقدین کو اجازت دیتے۔"[2]

اب بجائے اس کے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ان کے اساتذہ اور حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کو مشرک، بدعتی اور شیعہ قرار دیا جاتا، اُلٹا امام احمد رضا بریلوی

---

[1] ظہیر : البریلویۃ ص ۲۲

[2] احمد رضا خاں بریلوی، امام : الامن والعلیٰ (مطبوعہ لاہور) ص ۱۲

شیعہ ہونے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اگر دعائے سیفی کو ماننے کی بنا پر امام احمد رضا بریلوی شیعہ قرار پاتے ہیں، تو مذکورہ بالا تمام حضرات سے دست بردار ہو کر اعلان کر دیجئے کہ وہ شیعہ اور مشرکانہ عقائد کے حامل تھے، آخر یہ تفریق کیوں؟

اسی الزام میں یہ بھی کہا گیا ہے:

یہ شعر دفع امراض کے لیے مفید اور حصول وسیلہ و ثواب کا سبب ہے ۔

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِہَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَہْ

اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَہْ[1]

یہ شعر فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۱۸۰ کے حوالے سے نقل کیا گیا، حالانکہ اس صفحہ میں یہ شعر کہیں بھی موجود نہیں ہے ۔ اس شعر اور دعائے سیفی میں اہل بیت کرام سے توسل کیا گیا ہے جو امت مسلمہ کا سلفاً و خلفاً معمول رہا ہے۔ اس کی تفصیل تو توسل کی بحث میں ملاحظہ فرمائیں سر دست امام شافعی کا یہ شعر ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

آل النبی ذریعتی وھم الیہ وسیلتی

ارجو بھم اُعطیٰ غداً بید الیمین صحیفتی[2]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پاک، بارگاہِ الٰہی میں میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں امید ہے کہ قیامت کے دن اُن کے وسیلے سے مجھے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا۔"

الزام ۲۷: "وہ علم جفر اور جامعہ کو مانتے ہیں، جفر وہ جلد تھی جس میں جعفر صادق نے ہر وہ چیز لکھ دی تھی جو قیامت تک ہونے والی تھی اور جس کی معرفت کی اہل بیت کو ضرورت ہو سکتی تھی، نیز جفر و جامعہ حضرت علی کی دو کتابیں ہیں

---

[1] ظہیر: البریلویۃ، ص ۲۲

[2] ابن حجر مکی ہیتمی: الصواعق المحرقہ، ص ۱۸۰

جن میں انتہائے دنیا تک کے ہونے والے حوادث علم الحروف کے طریقہ پر لکھ دیئے تھے اور آپ کی اولاد میں سے ائمہ معروفین ان کو جانتے تھے"[1]

(ترجمہ ملخصاً)

علمی دنیا میں ایسی باتوں کی کیا وقعت ہے؟ علم جفر کی اہم ترین کتابوں میں سے ایک شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تصنیف ہے۔ اس علم کے شروع کرنے سے پہلے چند اسماء الٰہیہ کا ورد کیا جاتا ہے۔ خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔ اگر حضور اجازت دیں، تو اس فن کو شروع کرے، ورنہ چھوڑ دے لیکن کیا جو علوم قدیم زمانے سے چلے آرہے ہوں، جن کو حضور اکرم سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے شروع کیا جاتا ہو اور جو ائمہ اہل بیت کا خصوصی علم ہو، کیا اسے جان لینے یا اس کے مان لینے سے انسان شیعہ ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ائمہ اہل بیت، اہل سنت کے محدثین، مفسرین، فقہاء، وصوفیاء کے مقتدا و پیشوا ہیں، کیا ان سب پر تشیع کا حکم لگایا جائے گا؟ پھر یہ بھی قابلِ غور حقیقت ہے کہ شریعتِ مبارکہ نے جن علوم سے منع نہ کیا ہو، ان پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہو سکتی۔ نحو اور بلاغت کے بڑے بڑے ائمہ معتزلی ہوتے ہیں۔ کیا ان علوم میں مہارت حاصل کرنے والا معتزلی ہو جائے گا۔

[الزام ۸: انہوں نے یہ جھوٹی روایت نقل کی، اسے برقرار رکھا، اور اہل سنت کو اس کی تلقین کی،

رضا سے کہا گیا ——— جو امام ثامن اور شیعہ کے نزدیک معصوم ہیں ——— (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے ایک کلام تعلیم فرمائیے کہ اہل بیت کرام کی زیارت میں عرض کیا کروں، فرمایا قبر سے نزدیک ہو کر چالیس بار تکبیر کہہ، پھر عرض کر،

---

[1] ظہیر: البریلویۃ ص ۲۲

[2] محمد مصطفےٰ رضا خاں، مفتی اعظم: ملفوظات ص ۱۵۰-۱۴۹

سلام آپ پر اے اہل بیتِ رسالت! میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کو اپنی طلب و خواہش و سوال و حاجت کے آگے کرتا ہوں، خدا گواہ ہے مجھے آپ کے باطنِ کریم و ظاہرِ طاہر پر سچے دل سے اعتقاد ہے اور میں اللہ کی طرف بری ہوتا ہوں۔ ان سب جن و انس سے جو محمد اور آلِ محمد کے دشمن ہوں۔"[1]

اس میں جھوٹ کی کیا بات ہے؟ امام احمد رضا بریلوی، حضرت علی موسیٰ رضا کا یہ فرمان خواجہ حافظی واسطی کی تصنیف فصل الخطاب اور شیخِ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف جذب القلوب سے نقل فرما رہے ہیں۔[2]

شیخ محقق کی عظمت و ثقاہت کو نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ان لفظوں میں خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں:

اعلم ان الهند لم یکن بها علم الحدیث منذ فتحها اهل الاسلام (الی ان قال) حتی من الله تعالیٰ علی الهند بافاضة هذا العلم علی بعض علمائها کالشیخ عبدالحق بن سیف الدین الترک الدهلوی المتوفی سنة اثنتین وخمسین والف وامثالهم وهو اول من جاء به هذا الاقلیم وافاضه علی سکانه فی احسن تقویم[3]

جب سے مسلمانوں نے ہندوستان فتح کیا، یہاں علمِ حدیث کا چرچا نہیں تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر احسان فرمایا اور یہ علم وہاں کے علماء کو

---

[1] ظہیر: البریلویۃ ص ۲۳

[2] احمد رضا بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ (مطبوعہ مبارکپور، انڈیا) ج ۴، ص ۲۹۹

[3] صدیق حسن خاں، نواب: الحطۃ (اسلامی اکادمی، لاہور) ص ۱۶۰–۱۶۱

عطا فرمایا، جیسے شیخ محقق عبدالحق ابن سیف الدین ترک دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)
وغیرہ علماء اور وہ اس علم کو اس خطے میں لانے اور یہاں کے باشندوں میں
بہترین طریقوں پر پھیلانے والے پہلے بزرگ ہیں۔"

رہا یہ اعتراض کہ امام علی رضا شیعہ کے آٹھویں امام ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے
کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصنیف تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۳۲ کے حوالہ سے
اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت امام رضا اہل سنت کے محدثین، مفسرین، فقہاء اور
صوفیاء کے مقتداء ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں،

(علی الرضا) وھو انبھھم ذکرا واجلھم قدرا.....
ومن موالیہ معروف الکرخی استاذ السری السقطی
لانہ اسلم علی یدیہ۔[1]

"علی رضا ائمہ اہل بیت میں سے جلیل القدر عظیم المرتبہ ہیں۔ سری سقطی
کے استاذ معروف کرخی ان کے موالی میں سے ہیں، کیونکہ ان کے ہاتھ پر
مشرف باسلام ہوئے تھے۔

اس کے بعد امام رضا کی متعدد کرامتیں بیان کی ہیں۔ اہل بیت اور ان کے ائمہ
سے عداوت اہل سنت کا نہیں، خوارج کا شیوہ ہے...... اہل سنت وجماعت جس
طرح صحابہ کرام کے دشمنوں سے بری ہیں، اسی طرح اہل بیت کے دشمنوں سے بھی بری ہیں

الزام ۱۵: انہوں نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ امام حسین
کے مزار کی تصویر، گھر میں بطور تبرک رکھنا جائز ہے۔"[2]

بے شک بے جان چیز کی تصویر اپنے پاس رکھنا اور بنانا جائز ہے اور ایسی چیز

---

[1] احمد بن حجر المکی الہیتمی، الصواعق المحرقۃ (مکتبۃ القاہرہ) ص ۲۰۴

[2] ظہیر، البریلویۃ ص ۲۳

معظمان دین کی طرف منسوب ہوکر تقدس حاصل کرلیتی ہیں، کعبہ شریف اور روضہ مبارکہ کی تصویریں بطور تبرک اپنے پاس رکھنے کو کون سا مسلمان پسند نہیں کرے گا؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعل مبارک کے نقشے صدہا سال سے ائمۂ دین بناتے رہے ہیں اور ان کے فوائد و برکات میں مستقل رسالے تحریر فرماتے رہے جسے شوق ہو علامہ تلمسانی کے رسالہ فتح المتعال اور امام احمد رضا بریلوی کا رسالہ شفاء الوالہ کا مطالعہ کرے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مبارکہ کا ماڈل (تعزیہ) جو تیار کیا جاتا ہے' اس کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

"اوّل تو نفسِ تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی۔ ہر جگہ نئی تراش، نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں' کسی میں براق' کسی میں بیہودہ طمطراق' پھر کوچہ بکوچہ، دشت بدشت اشاعتِ غم کے لیے اُن کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازی کی شور افگنی' کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے' کوئی مشغولِ طواف' کوئی سجدہ میں گرا ہوا ہے' کوئی ان مایۂ بدعات کو معاذ اللہ! جلوہ گاہ حضرت امام' علی جدّہٖ و علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا' منتیں مانتا ہے' حاجت روا جانتا ہے۔ . . . . اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے' قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے . . . . . روضۂ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر (ماڈل) بھی نہ بنائے' بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے (فوٹو) پر قناعت کرے۔" [1]

کیا ہے کوئی شیعہ جو اس قسم کا فتویٰ دے؟

ابوالحسن علی ندوی' اہل حدیث لکھتے ہیں:

[1] احمد رضا بریلوی' امام: رسالہ تعزیہ داری (مکتبہ حامدیہ' لاہور) ص ۴-۳

ويحرم صنع الضرائح منسوبة الى الحسين عليه و
على آبائه السلام، التى يصنعها اهل الهند بالقرطاس
ويسمونها "تعزية" [1]
"امام حسین علیہ و علی آبائہ السلام کی طرف منسوب قبروں کے بنانے کو حرام
قرار دیتے تھے جو اہل ہند کاغذ سے بناتے ہیں اور جسے تعزیہ کہتے ہیں۔"
الزام عنا: "ان کا سلسلۂ بیعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک
ائمۂ شیعہ کے ذریعے پہنچتا ہے جیسا کہ انہوں نے خود اپنی عربی عبارت میں
ذکر کیا ہے:

اللّٰھم صل و بارک علٰی سیدنا ومولانا محمد ن
المصطفٰی رفیع المکان، المرتضی علی الشان، الذی
رُجیلٌ من امتہ خیر من الرجال السالفین وحُسینٌ
من ترمرتہ احسن من کذا وکذا حسنًا من السابقین،
السید السجاد زین العابدین، باقر علوم الانبیاء
والمرسلین، ساقی الکوثر ومالک تسنیم وجعفر
الذی یطلب موسٰی الکلیم رضا ربہ بالصلٰوۃ علیہ [1]

جن ائمۂ اہل بیت کے ذریعے امام احمد رضا بریلوی کا سلسلۂ بیعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تک پہنچتا ہے، ان ائمہ کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی معصوم مانتے ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی انہیں اہل سنت
کے پیشوا و مقتدیٰ قرار دیتے ہیں جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ سید احمد بریلوی پیر و مرشد شاہ اسمٰعیل دہلوی
کا سلسلۂ طریقت بھی انہی ائمہ بیت کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔[2]

---

[1] ظہیر: البریلویۃ ص ۲۳
[2] محمد علی، سید: مخزن احمدی (مطبع مفید عام، آگرہ)، ص ۱۲-۱۱

اگر اسی بنا پر کسی کو شیعہ قرار دیا جا سکتا ہے، تو ماننا پڑے گا کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز اور سید صاحب بھی شیعہ تھے اور ان کے دامن سے وابستہ علماء اہل حدیث بھی لازماً شیعہ ٹھہریں گے

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، پیشوائے اہل حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

مسند الوقت الشیخ الاجل[1]

نیز کہتے ہیں:

"علم حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول اور ان سے متعلق علوم، صرف اسی خانوادے میں تھے۔ اس بارے میں کوئی موافق یا مخالف اختلاف نہیں کر سکتا سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ نے انصاف سے اندھا کر دیا ہو۔"[2]

عربی شجرہ طریقت

مارہرہ شریف کے بزرگ سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے عرس کے موقع پر مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی تشریف فرما تھے۔ میں نے مولانا عبدالمجید بدایونی کا شجرہ عربی بصورتِ درود شریف دکھایا اور کہا کہ ہمارا شجرہ بھی عربی درود شریف کی صورت میں لکھ دیجئے۔ وہ فرماتے ہیں:

"اسی وقت میاں صاحب بھائی مرحوم کے قلمدان سے قلم لے کر قلم برداشتہ بغیر کوئی مسودہ کئے ہوئے ہمارے وظیفہ کی کتاب پر نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجہ کے مرصّع و مسجّع صیغہ درود شریف میں شجرۂ قادریہ برکاتیہ جدیدہ تحریر فرمایا۔"[3]

---

[1] صدیق حسن خاں، نواب: ابجد العلوم، ج ۳، ص ۲۴۱

[2] ایضاً ،، ،، ص ۲۴۴

[3] ظفر الدین بہاری مولانا: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۳۱

امام احمد رضا کے قلم سے لکھے ہوئے اس شجرہ کا عکس انوارِ رضا (ص ۲۸ تا ۳۰) میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ شجرہ مارہرہ شریف میں ۱۲ محرم بروزِ جمعہ ۱۳۰۶ھ کو تحریر فرمایا۔ [1]

بلاشبہ عربی زبان پر امام احمد رضا کی دسترس کا بہترین گواہ اور عربی ادب کا شہ پارہ ہے — لسانِ عربی کا ماہر اسے دیکھے تو پھڑک اٹھے، لیکن جسے اس کا مطلب ہی سمجھ نہ آئے، وہ اعتراض کے سوا کیا کر سکتا ہے؟ اور اعتراض بھی ایسے کمزور کہ جنہیں دیکھ کر اہلِ علم مسکرائے بغیر نہ رہ سکیں، لکھا ہے:

"اس عبارت سے عربی میں ان کا نابغہ اور ماہر ہونا ظاہر ہو جاتا ہے، وہ شخص جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ تین سال کی عمر میں عربی زبان میں گفتگو کرتا تھا۔" [2]

جب کہ اُن کی اپنی حالت یہ ہے کہ عربی عبارت صحیح نقل بھی نہ کر سکے، اصل عبارت یہ تھی "خَیْرٌ مِنْ رِجَالٍ مِنَ السَّالِفِیْنَ" اسے یوں نقل کر دیا "خیر من الرجال السالفین" یعنی رجالٍ پر الف لام زیادہ کر دیا اور اس کے بعد "مِنْ" حذف کر دیا۔ رِجَالٍ پر تنوین تعظیم کے لیے تھی، اس کے حذف کرنے سے اصل مفہوم برقرار نہیں رہا۔ پھر کئی جگہ قومہ (،) بے موقع اپنے پاس سے لگا دیا، مثلاً "کذا وکذا حسنا" کے درمیان اسی طرح تسنیم اور جعفر کے درمیان اور یطلب اور موسی الکلیم کے درمیان جعفر کے بعد قومہ ہونا چاہیے تھا، جو نہیں دیا گیا۔ اگر عبارت کا مطلب سمجھ میں آجاتا تو یہ تبدیلیاں رونما نہ ہوتیں۔

دراصل شجرۂ طریقت میں جتنے بزرگوں کے نام تھے، اُن کو امام احمد رضا بریلوی نے یا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بتا دیا ہے یا کسی طور پر آپ کے وصف میں ذکر لے آئے ہیں اور اس درود شریف کا ترجمہ

[1] شرکت حنفیہ، لاہور: انوارِ رضا ص ۴۰

[2] ظہیر: البریلویۃ ص ۲۳

ملاحظہ ہو، تردد جاتا رہے گا۔

"اے اللہ! صلوٰۃ وسلام اور برکت نازل فرما، ہمارے آقا ومولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منتخب بلند مرتبے والے، پسندیدہ عالی شان والے پر، جن کی امت کا ایک چھوٹا مرد پہلے بڑے بڑے مردوں سے بہتر ہے اور جن کے گروہ کا چھوٹا سا حسین گزشتہ بڑے بڑے حسینوں سے زیادہ حسن والا ہے، سر دار بہت سجدے کرنے والے عابدوں کی زینت، انبیاء و مرسلین کے علوم کے کھولنے والے کوثر کے ساقی تسنیم اور جعفر (جنت کی نہر) کے مالک، وہ کہ موسیٰ کلیم علیہ السلام ان پر درود بھیج کر ان کے رب کی رضا طلب کرتے ہیں۔"

یہ تمام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف ہیں، شجرہ میں امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی تھا اور حُسین تصغیر کا صیغہ ہے، جس کا استعمال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بے ادبی تھا اس لیے اسے انتہائی حسین اور لطیف طریقے پر لاتے ہیں؛

"جن کے گروہ کا چھوٹا سا حُسین، گزشتہ بڑے بڑے حسینوں سے زیادہ حُسن والا ہے۔"

سبحان اللہ! کیا پاس ادب ہے اور کیا حُسنِ بیان! چونکہ یہ اس عبارت کا مطلب نہیں سمجھے، اس لیے بڑے بھولپن سے کہتے ہیں،

"پتا نہیں یہ کونسی ترکیب ہے اور کیسی عبارت ہے؟"

مطلب سمجھ میں آجاتا، تو اس سوال کی نوبت ہی نہ آتی۔ پھر کہتے ہیں؛

"باقر علوم الانبیاء کا کیا معنی ہے؟"

اتنی واضح عبارت کا معنی بھی سمجھ میں نہیں آتا، اس کے باوجود امام احمد رضا کی عربی دانی پر نکتہ چینی! گزشتہ سطور پر ترجمہ دیا جا چکا ہے، اسے دیکھنے سے معنی سمجھ میں آجائے گا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر کو باقر اس لیے کہتے ہیں:

لانہ بقر العلم ای شقہ وفتحہ فعرف اصلہ و تمکن فیہ۔ [1]

"کہ انہوں نے علم کو کھول دیا، اس کی اصل کو پہچانا اور اس میں ماہر ہوتے۔"

"باقر علوم الانبیاء" کا معنی ہوگا، انبیاء کے علم کو کھولنے والے اور بیان فرمانے والے یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف ہے۔ پھر کہتے ہیں:

وما معنی "بالصلٰوۃ علیہ"؟

"بالصلاۃ علیہ" کا معنی کیا ہے؟

پورے جملہ کا ترجمہ دیکھئے معنی سمجھ میں آجائے گا۔

"وہ کہ موسیٰ کلیم علیہ السلام ان پر درود بھیج کر ان کے رب کی رضا طلب کرتے ہیں۔"

الزام ۱۱: "انہوں نے پاک وہند اور بیرونی ممالک کے اہل سنت کی تکفیر کی اور تصریح کی کہ ان کی مسجدیں، مسجدیں نہیں، ان کی ہم نشینی اور ان سے نکاح جائز نہیں، لیکن شیعہ کو اپنے فتووں کا ہدف نہیں بنایا، ان کے مراکز اور امام باڑوں کے بارے میں گفتگو نہیں کی۔ اس کے برعکس کہتے ہیں کہ شیعہ نے ایک امام باڑہ بنایا، پھر بریلوی کے پاس گئے، تو انہوں نے اس کا تاریخی نام تجویز کر دیا۔" [2]

یہ بالکل خلافِ حقیقت ہے کہ امام احمد رضا بریلوی نے دنیا بھر کے اہل سنت کی تکفیر کی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ابواب میں بیان کیا جائے گا کہ انہوں نے خدا و رسول کی بارگاہ

---

[1] ابوزکریا یحییٰ بن شرف النواوی: شرح مسلم (نور محمد کراچی) ج ۱، ص ۱۵

[2] ظہیر: البریلویۃ، ص ۲۴

[3] ایضاً: ص ۲۴

میں گستاخی کرنے اور ضروریاتِ دین کا انکار کرنے والوں کے بارے میں حکم شریعت بیان کیا ہے۔

رہا امام باڑہ کا تاریخی نام تجویز کرنا، تو وہ بھی ایک خاص لطیفہ ہے جس سے قارئین کرام لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ۱۲۸۶ھ میں جبکہ امام احمد رضا بریلوی کی عمر چودہ سال تھی، ایک صاحب نے درخواست کی کہ امام باڑہ تعمیر کیا گیا ہے، اس کا تاریخی نام تجویز کر دیجئے۔ آپ نے برجستہ فرمایا:

"بدرِ رفض" (۱۲۸۶ھ) نام رکھ لیں، اُس نے کہا امام باڑہ گزشتہ سال تیار ہو چکا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ نام میں رفض نہ آئے۔ آپ نے فرمایا: "دارِ رفض" (۱۲۸۵ھ) رکھ لیں۔ اس نے پھر کہا اس کی ابتدا ۱۲۸۴ھ میں ہوئی تھی۔ فرمایا: "درِ رفض" مناسب رہے گا۔" [1]

یہ واقعہ اس امر کی دلیل ہے کہ امام احمد رضا بریلوی نے اُن کی خواہش کے مطابق فرمائش پوری نہیں کی اور ایسا نام تجویز کیا جو شیعہ کے لیے قابلِ قبول نہ تھا۔ حیرت ہے کہ اسی واقعہ کو ان کے شیعہ ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

گزشتہ صفحات میں اختصار کے پیشِ نظر امام احمد رضا بریلوی کے چند رسائل کے نام پیش کیے گئے ہیں جو ردِّ شیعہ میں ہے۔ احکامِ شریعت اور فتاویٰ رضویہ جلد ششم کے چند صفحات کی نشان دہی کی گئی ہے، جن کے دیکھنے سے معلوم ہو جائے کہ امام احمد رضا نے شیعہ کے رد میں کیسے کیسے فتوے صادر فرماتے ہیں۔

۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ کو قاضی فضل احمد لدھیانوی (مصنف انوار آفتابِ صداقت) نے ایک استفتاء بھیجا کہ ایک رافضی نے کہا ہے کہ آیۂ کریمہ "اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ" کے اعداد (۱۲۰۲) ہیں اور یہی عدد ابوبکر، عمر، عثمان "کے ہیں، یہ کیا بات ہے؟

اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں،

---

[1] ظفر الدین بہاری، مولانا، حیاتِ اعلیٰ حضرت ص ۱۴۱

روافض لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا و پادر ہوا پر ہے:

اولاً، ہر آیتِ عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابقت کر سکتے ہیں اور ہر آیتِ ثواب کے عدد، اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیاً، امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان ہیں، رافضی نے آیت کو اُدھر پھیرا، ناصبی اِدھر پھیرے گا اور دونوں ملعون ہیں۔

ثالثاً، رافضی نے اعداد غلط بتائے۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا، تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔

ہاں او رافضی! بارہ سو دو عدد ہیں کا ہے کے؟ ابن سبا رافضہ (۱۲۰۲) کے۔

ہاں او رافضی! بارہ سو دو عدد ہیں اُن کے۔

ابلیس یزید ابن زیاد شیطان الطاق کلینی

ابن بابویہ قمی طوسی حلی (۱۲۰۲)

ہاں او رافضی! اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست

منھم فی شیئ

"بیشک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے، اے نبی! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔"

اس آیہ کریمہ کے عدد ۲۸ ۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں۔

روافض اثنا عشریہ شیطنیہ اسمٰعیلیہ کے (۲۸ ۲۸

ہاں او رافضی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار

اُن کے لئے لعنت ہے اور اُن کے لیے ہے بُرا گھر

اس کے عدد ہیں ۶۴۴ اور یہی عدد ہیں:

"شیطان الطاق طوسی حلی" کے (۶۴۴) [1]

اس کے بعد متعدد آیات بیان فرمائیں جن میں اجر و ثواب کا ذکر ہے اور ان کے اعداد صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ کے اعداد کے برابر ہیں۔ کیا کوئی شیعہ ایسا جواب دے سکتا ہے؟ یقیناً نہیں، تو پھر یہ کہنے دیجئے کہ اہل سنت کے ایسے امام کو کوئی خارجی ہی الزام دے سکتا ہے۔

الزام ۱۲: "انہوں نے بعض قصائد میں ائمہ شیعہ کی مدح و منقبت میں مبالغہ کیا ہے۔" [2]

اس کے لیے کسی صفحہ نمبر کا حوالہ نہیں دیا، صرف حدائق بخشش کا نام لکھ دیا ہے، کیونکہ اگر صفحہ نمبر لکھ دیا جاتا تو معلوم ہو جاتا کہ جن حضرات کی منقبت ہے، وہ اہل سنت ہی کے مسلم پیشوا و مقتدا ہیں، جیسا کہ اس سے پہلے شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے حوالہ سے بیان کیا جا چکا ہے۔

اہل حدیث کا خود شیعہ ہونے کا اقرار

امام احمد رضا بریلوی پر شیعہ ہونے کے الزامات بلکہ اتہامات کا تجزیہ گزشتہ صفحات میں پیش کیا جا چکا ہے۔ الزام دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ان کا سلسلۂ بیعت ائمہ شیعہ کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ انہوں نے ائمہ شیعہ کی تعریف کی ہے۔ ان

---

[1] ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱، ص ۹-۱۴۸

[2] ظہیر: البریلویۃ ص ۲۴

الزامات کی حقیقت اس سے پہلے منکشف ہو چکی ہے۔ اس طرزِ استدلال کے مطابق اہلِ حدیث کے مشہور پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کو بھی شیعہ قرار دینا چاہیے کہ ان کا سلسلہ نسب ہی اُن ائمہ سے وابستہ ہے — جنہیں ائمہ شیعہ کہا گیا ہے۔

نواب صاحب اپنے والد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

ونسبه الاقصیٰ ینتهی الیٰ سیدنا زین العابدین علی اصغر بن حسین الشهید بکربلا رضی الله تعالیٰ عنه [1]

"ان کا بالائی سلسلہ نسب سیدنا زین العابدین علی اصغر ابن حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔"

میاں نذیر حسین دہلوی جو غیر مقلدین کے شیخ الکل ہیں اور جن کے بارے میں کہا جاتا ہے،

من سلالة الرسول الشریف نذیر حسین الدهلوی [2]

"خاندانِ رسول میں سے سید نذیر حسین دہلوی۔"

ان کا شجرۂ نسب، حضرت حسن عسکری سے ملتا ہے اور ان کے سلسلہ نسب میں وہ تمام حضرات موجود ہیں، جنہیں شیعہ کے بارہ امام کہا گیا ہے۔ [3]

اس سے بھی بڑھ کر نواب وحید الزمان کا اعتراف سنیے، جو کتبِ حدیث کے مترجم اور اہلِ حدیث ہیں، لکھتے ہیں،

اهل الحدیث هم شیعة علی یحبون اهل بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم ویتولونهم ویحفظون فیهم وصیته رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذکرکم الله فی اهل بیتی

---

[1] صدیق حسن خاں، نواب: ابجد العلوم ج ۳، ص ۲۶۷

[2] ظہیر: البریلویۃ ص ۱۶۳

[3] فضل حسین بہاری الحیاۃ بعد المماۃ (مکتبہ شعیب کراچی) ص ۱۱-۱۰

وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی ویقدمون قول اهل البیت فی المسائل القاسیة علی اقوال الآخرین ...... واهل البیت علی والحسن والحسین وفاطمة واولاد فاطمة واولاد اولادهم الی یوم القیامة [1]

"اہل حدیث، شیعۂ علی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت وموالات رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس وصیت کا پاس رکھتے ہیں کہ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں اور میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں؛ (۱) کتاب اللہ (۲) میری عترت اور اہل بیت ــــ اور اہل حدیث قیاسی مسائل میں اہل بیت کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر مقدم رکھتے ہیں۔ اہل بیت یہ ہیں؛ حضرت علی، حسن وحسین، فاطمہ، اولادِ فاطمہ اور قیامت تک ہونے والی ان کی اولاد۔"

ان میں وہ تمام حضرات بھی شامل ہیں جنہیں شیعہ کے بارہ امام کہا گیا ہے۔ اب بتایا جائے قراری شیعہ کون ہے؟ امام احمد رضا بریلوی اور ان کے ہم مسلک یا نواب وحید الزمان اور ان کے ہم خیال غیر مقلدین؟

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

خود ظہیر صاحب کو ان کے ایک غیر مقلد بھائی مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"اسی طرح الشیعہ والسنۃ لکھنے کے باوجود، شیعہ علماء کے لیے عرب ممالک کے ویزے کے لیے کوششیں کرنے ...... کو بھی موضوع مباہلہ بنا لیجیے۔" [2]

شیعہ علماء کو ویزے دلانے کی کوشش ربط معنوی کے بغیر تو نہیں ہو سکتی ــــ

---

[1] وحید الزمان، نواب: ہدیۃ المہدی (مطبوعہ سیالکوٹ)، ص ۱۰۰

[2] حافظ عبدالرحمن مدنی: ہفت روزہ اہل حدیث لاہور (شمارہ ۳۱ اگست ۱۹۸۱ء) ص ۷،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

ہدایت برادران اہلسنت کے لئے یہ نفیس و ضروری فتویٰ دافع بلاد بلوی جس میں عظیم و جلیل سندوں سے روشن کیا ہے کہ زمانہ حال کے جس قدر رافضی تبرائی ہیں علی العموم سب کافر و مرتد ہیں اُن کے ساتھ کوئی معاملہ مسلمانوں کا سا برتنا حلال نہیں رافضی اپنے کسی مورث مسلمان کا ترکہ شرعاً پا نہیں سکتا اگرچہ وہ مورث اس رافضی کا باپ یا حقیقی بھائی ہو۔ رافضی مرد یا عورت کا نکاح کسی مسلمان یا کافر رافضی یا غیر رافضی اصلاً کسی سے نہیں ہو سکتا محض زنا ہوگا اور اولاد ہرگز صحیح النسب نہ ہوگی

مسمیٰ بنام تاریخی

رَدُّ الرَّفضہ ۱۳۲۰ھ

تصنیف لطیف و ترصیف منیف عالم اہلسنت ناظم ملت مفتی شریعت حامی طریقت بحر العلوم علیہ نبی الامۃ صاحب حجۃ قاہرہ موید سنت زاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ

حضرت مولٰنا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب حنفی قادری برکاتی

قدس سرہ العزیز نور اللہ مرقدہ

باہتمام جناب مجب للہ مولوی ابو البرکات سید احمد صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ

از سیتاپور مرسلہ جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۱۹ھ ہجری کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بی بی سیدہ سنی المذہب نے انتقال کیا ان کے بعض بنی عم رافضی تبرائی ہیں وہ عصبہ بن کر ورثہ سے ترکہ لینا چاہتے ہیں حالانکہ روافض کے یہاں عصوبت اصلا نہیں۔ اس صورت میں وہ مستحق ارث ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للہ الذی ھدٰنا وکفانا واوانا عن الرفض والخروج وکل بلاء نجانا والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولٰنا وملجانا وماوانا محمد واٰلہ وصحبہ الاولین ایمانا والاحسنین احسانا والامکنین یقانا آمین۔ صورت مستفسرہ میں یہ رافضی ان مرحومہ سیدہ سنیہ کے ترکے سے کچھ نہیں پا سکتے اصلا کسی قسم کا استحقاق نہیں رکھتے اگرچہ بنی عم نہیں خاص حقیقی بھائی بلکہ اس سے بھی قریب رشتے کے کہلاتے اگرچہ وہ عصوبت کے منکر نہ بھی ہوتے کہ انہیں محرومی دینی اختلاف کے باعث ہے۔ سراجیہ میں ہے موانع الارث اربعۃ (الی قولہ) واختلاف الدینین تحقیق مقام وتفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام وخلیفہ برحق نہ مانے۔ کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح وفتویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔ درمختار مطبوعہ مطبع ہاشمی صفحہ ۱۲ میں ہے۔ ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا کقولہ ان اللہ تعالیٰ جسم کالاجسام وانکارہ صحبۃ الصدیق۔ اگر ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اجسام کے مانند جسم ہے یا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہوا۔ طحطاوی حاشیہ در مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۴۴ میں ہے۔ وکذا خلافتہ اور ایسے ہی آپ کی خلافت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ فتاوی خلاصہ قلمی کتاب الصلوٰۃ فصل ۵

اور خزانۃ المفتین قلمی کتاب الصلوۃ فصل فے من یصح الاقتداء بہ ومن لا یصح میں ہے۔ الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع ولو انکر خلافۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر۔ رافضی اگر مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل جانے تو بدعتی گمراہ ہے اور اگر خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول ص۲۴۸۔ اور حاشیہ تبیین العلامۃ احمد الشلبی مطبوعہ مصر جلد اول ص۱۳۵ میں ہے۔ فی الروافض من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فھو کافر۔ رافضیوں میں جو شخص مولی علی کو خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل کہے گمراہ ہے اور اگر صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔ وجیز امام کردری مطبوعہ مصر جلد۳ ص۳۱۸ میں ہے۔ من انکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر فی الصحیح ومن انکر خلافۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر فے الاصح خلافت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کا منکر کافر ہے یہی صحیح تر ہے اور خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے۔ یہی صحیح تر ہے۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصر جلد اول ص۱۳۴ میں ہے۔ قال المرغینانی تجوز الصلاۃ خلف صاحب ھوی وبدعۃ ولا تجوز خلف الرافضی والجہمی والقدری والمشبھۃ ومن یقول بخلق القراٰن حاصلہ ان کان ھوی لا یکفر بہ صاحبہ تجوز مع الکراھۃ والا فلا۔ امام مرغینانی نے فرمایا بدمذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائیگی۔ اور رافضی وغیرہ کے پیچھے ہوگی ہی نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اس بدمذہبی کے باعث وہ کافر نہ ہو۔ تو نماز اس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہو جائے گی۔ ورنہ نہیں۔ فتاوی عالمگیریہ مطبوعہ مصر جلد اول ص۸۴ میں اس عبارت کے بعد ہے۔ ھکذا فی التبیین والخلاصۃ وھو الصحیح ھکذا فے البدائع ایسا ہی تبیین الحقائق و خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے۔ بدائع میں ہے۔ اسی کی جلد۲ ص۲۶۴ اور بزازیہ جلد۲ ص۳۱۹ اور اشباہ قلمی فن ثانی کتاب السیر اور اتحاف الابصار والبصائر مطبع مصر ص۱۸۷ اور فتاوی انقرویہ مطبع مصر جلد اول ص۲۵ اور واقعات المفتین مطبع مصر ص۱۳ سب میں فتاوی خلاصہ سے ہے۔ الرافضی اذا کان

یسب الشیخین ویلعنهما والعیاذ باللہ تعالیٰ فهو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجهه علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه لایکون کافرا الا انه مبتدع رافضی تبرائی جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ برا کہے کافر ہے۔ اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا۔ مگر گمراہ ہے اسی کے صفحہ مذکورہ اور برجندی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ صفحہ ۲۱۱ میں فتاویٰ ظہیریہ سے ہے۔ من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه فهو کافر وعلی قول بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر وکذلک من انکر خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه فی اصح الاقوال امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے۔ اور بعض نے کہا بدمذہب ہے کافر نہیں اور صحیح یہ ہے۔ کہ وہ کافر ہے اسی طرح خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی صحیح قول میں کافر ہے۔ وجیز میں فتاویٰ بزازیہ سے ہے ویجب اکفارهم باکفار عثمان وعلی وطلحة وزبیر وعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنهم رافضیوں اور ناصبیوں اور خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اس سبب سے کہ وہ امیرالمومنین عثمان و مولیٰ علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہتے ہیں بحرالرائق مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۱۳۱ میں ہے۔ یکفر بانکاره امامة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه علی الاصح کانکاره خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه علی الاصح اصح یہ ہے کہ ابوبکر یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت خلافت کا منکر کافر ہے۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول صفحہ ۶۳۱ سے ہے۔ الرافضی ان فضل علیا فهو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق فهو کافر رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہو تو بدمذہب ہے، اور اگر خلافت صدیق کا منکر ہو تو کافر ہے۔ اسی کے صفحہ ۶۳۱ میں ہے یکفر بانکاره صحبة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه وبانکاره امامة علی الاصح وبانکاره صحبة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه علی الاصح جو شخص ابی بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو کافر ہے۔ یونہی جو انکے امام برحق ہونیکا انکار کرے مذہب اصح میں کافر ہے یونہی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار قول اصح پر کفر ہے غنیہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۵۱۴ میں ہے المراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً علی خلاف ما یعتقدہ اھل السنۃ والجماعۃ وانما یجوز الاقتداء بہ مع الکراھۃ اذا لم یکن ما یعتقدہ یؤدی الی الکفر عند اھل السنۃ اما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاۃ من الروافض الذین یدعون الالوھیۃ لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ او ان النبوۃ کانت لہ فغلط جبریل ونحو ذلک مما ھو کفر وکذا من یقذف الصدیقۃ او ینکر صحبۃ الصدیق او خلافتہ او یسب الشیخین بدمذہب سے وہ مراد ہے جو کسی بات میں اہلسنت وجماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو۔ اور اسکی اقتدا کراہت کے ساتھ اس حال میں جائز ہے جب اُس کا عقیدہ اہلسنت کے نزدیک کفر تک نہ پہنچا ہو اگر کفر تک پہنچائے تو اصلا جائز نہیں جیسے غالی رافضی کہ مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خدا کہتے ہیں یا یہ کہ نبوت انکے لئے تھی جبریل نے غلطی کی اور اسی قسم کی اور باتیں کہ کفر ہیں اور یونہی جو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ اُس تہمت ملعونہ کیطرف نسبت کرے یا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہے کفایہ شرح ہدایہ مطبع بمبئی جلد اول اور مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق مطبع احمدی ص ۳۲ میں ہے ان کان ھواہ یکفر اھلہ کالجھمی والقدری الذی قال بخلق القراٰن والرافضی الغالی الذی ینکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا تجوز الصلاۃ خلفہ بدمذہبی اگر کافر کر دے جیسے جہمی اور قدری کہ قراٰن کو مخلوق کہے۔ اور رافضی غالی کہ خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے اسکے پیچھے نماز جائز نہیں شرح کنز للملا مسکین مطبع مصر جلد اول ص ۲۰۰ ہامش فتح المعین میں ہے فی التحفۃ یصح الاقتداء باھل الاھواء الا الجھمیۃ والجبریۃ والقدریۃ والرافضی الغالی ومن یقول بخلق القراٰن والمشبھۃ وجملتہ ان کان من اھل قبلتنا ولم یغل فی ھواہ حتی لم یحکم بکونہ کافرا تجوز الصلاۃ خلفہ وتکرہ واراد بالرافضی الغالی الذی ینکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلاصہ میں ہے بدمذہبوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر جہمیہ و جبریہ و قدریہ و رافضی غالی و قائل خلق قراٰن و مشبہہ اور حاصل یہ کہ اہل قبلہ سے جو اپنی بدمذہبی میں غالی نہ ہو یہاں تک کہ

اُسے کافر کہا نہ جائے اُسکے پیچھے نماز بکراہت جائز ہے۔ اور رافضی غالی سے وہ مراد ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منکر ہو طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبع مصر ۱۹۵ میں ہے ان انکر خلافۃ الصدیق کفر والحق فی الفتح عمر بالصدیق فی ھذا الحکم الحق فی البرھان عثمان بھما ایضا ولا تجوز الصلوۃ خلف منکر المسح علی الخفین وصحبۃ الصدیق ومن یسب الشیخین او یقذف الصدیقۃ ولا خلف من انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ لکفرہ ولا تلتفت الی تاویلہ واجتھادہ یعنی خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے اور فتح القدیر میں فرمایا کہ خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہو اور برہان شرح مواہب الرحمن میں فرمایا خلافت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہوا ور نماز اُسکے پیچھے جائز نہیں جو مسح موزہ یا صحابیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھے اور نہ اسکے پیچھے جو ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہو کہ وہ کافر ہے اور اُسکی تاویل کیطرف التفات نہ ہو گا نہ اس جانب کہ اسنے رائے کی غلطی سے ایسا کیا نظم الفرائد منظومہ علامہ ابن وہبان مطبوعہ مصر بہامش مجیبہ ۲ اور نسخہ قدیمہ قلمیہ مع الشرح فصل کتاب السیر میں ہے ومن لعن الشیخین او سب کافر ؛ ومن قال فی الایدی الجواح اکفرا وصحح تکفیر منکر خلافۃ ال ؛ عتیق وفی الفاروق ذلک اظھرا جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرا کرے یا بُرا کہے کافر ہے اور جو کہے ید اللہ سے ہاتھ مراد ہے وہ اس سے بڑھکر کافر ہے اور خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار میں قول صحیح تکفیر ہے اور یہی بارہ انکار خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہر ہے تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ للعلامۃ الشرنبلالی قلمی کتاب السیر میں ہے الرافضی اذا سب ابابکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولعنھما یکون کافرا وان فضل علیہما علیا لا یکفر وھو متبدع رافضی اگر شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا اُن پر تبرا کرے کافر ہو جائیگا اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو اُن سے افضل کہے کافر نہیں گمراہ بدمذہب ہے اسی میں وہیں ہے۔ من انکر خلافۃ ابی بکر الصدیق فھو کافر فی الصحیح وکذا منکر خلافۃ ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الاظھر خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ

منکر مذہب صحیح پر کافر ہے اور ایسا ہی قول اظہر میں خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی۔
فتوی علامہ نوح آفندی پھر مجموعۂ شیخ الاسلام عبید اللہ آفندی۔ پھر مغنی المستفتی عن سوال المفتی پھر عقود الدریہ مطبع مصر جلد اول ص۹۲ و ۹۳ میں ہے۔ الروافض کفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر منہا انہم ینکرون خلافۃ الشیخین ومنہا انہم یسبون الشیخین سود اللہ وجوھہم فی الدارین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر ملتقطا۔ رافضی کافر ہیں طرح طرح کے کفر ونکے جمع ہیں از انجملہ خلافت شیخین کا انکار کرتے ہیں از انجملہ شیخین کو برا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں رافضیوں کا منہ کالا کرے۔ جو ان میں کسی بات سے متصف ہو کافر ہے انہیں میں ہے۔ اما سب الشیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فانہ کسب النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال الصدر الشہید من سب الشیخین او لعنہما یکفر۔ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنا ایسا ہے جیسا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا اور امام صدر شہید نے فرمایا جو شیخین کو برا کہے یا تبرا کرے کافر ہے۔ عقود الدریہ میں بعد نقل فتوائی مذکورہ ہے۔ وقد اکثر مشائخ الاسلام من علماء الدولۃ العثمانیہ لازالت مؤیدۃ بالنصرۃ العلیۃ فی الافتاء فی شان الشیعۃ المذکورین قد اشبع الکلام فی ذلک کثیر منہم والفوا فیہ الرسائل وممن افتی بنحو ذلک فیہم المحقق المفسر ابو مسعود افندی العمادی ونقل عبارتہ العلامۃ الکواکبی الحلبی فی شرحہ علی المنظومۃ الفقہیۃ المسماۃ بالفوائد السنیہ علمائے دولت عثمانیہ کہ ہمیشہ نصرت الٰہی سے مؤید رہے اُن سے جو اکابر شیخ الاسلام ہوئے انہوں نے شیعہ کے باب میں کثرت سے فتوے دیئے بہت نے طویل بیان لکھے اور اس بارے میں رسالے تصنیف کئے اور انہیں میں سے جنہوں نے روافض کے کفر وارتداد کا فتویٰ دیا محقق مفسر ابو السعود آفندی عمادی (سردار مفتیان دولت علیہ عثمانیہ) ہیں اور ان کی عبارت علامہ کواکبی حلبی نے اپنے منظومہ فقہیہ مسمّی فرائد سنیہ کی شرح میں نقل کی اشباہ قلمی فن ثانی باب الردۃ اور اتحاف ص۱۸۷ اور الفروی جلد اول ص۲۵ ادواعات المفتین ص۱۳ نسب میں مناقب کرد ری

سے ہے۔ یکفر اذا انکر خلافتہما او یبغضہما لمحبۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہما جو خلافت شیخین کا انکار کرے۔ یا اُن سے بغض رکھے کافر ہے۔ کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں بلکہ بہت اکابر نے تصریح فرمائی کہ رافضی تبرائی ایسے کافر ہیں جنکی توبہ بھی قبول نہیں تنویر الابصار متن درمختار مطبع ہاشمی صـ۳۱۹ میں ہے۔ کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا الکافر لسب النبی او الشیخین او احدہما۔ ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر وہ جو کسی نبی یا حضرات شیخین یا اُن میں ایک کی شان میں گستاخی سے کافر ہوا۔ اشباہ والنظائر قلمی فن ثانی کتاب السیر اور فتاوی خیریہ مطبوعہ مصر جلد اول صـ۹۴ و ۹۵ اور اتحاف الابصار والبصائر مطبوعہ مصر صـ۱۸۶ میں ہے۔ کافر تاب فتوبتہ مقبولۃ فی الدنیا والاخرۃ الا جماعۃ الکافر بسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسائر الانبیاء وبسب الشیخین او احدہما جو کافر توبہ کرے اسکی توبہ دُنیا و آخرت میں قبول ہے مگر کچھ کافر ایسے ہیں جنکی توبہ قبول نہیں ایک وہ جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا دوسرا وہ کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں یا ایک کو بُرا کہنے کے باعث کافر ہوا۔ درمختار میں ہے۔ فی البحر عن الجوہرۃ معزیا للشہید من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ اخذ الدبوسی و ابو اللیث وھو المختار للفتوی انتہی وجزم بہ الاشباہ واقرہ المصنف یعنی بحرالرائق میں جوہرہ نیرہ شرح مختصر قدوری امام صدر شہید سے منقول ہے جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا اُن پر طعن کرے۔ وہ کافر ہے اسکی توبہ قبول نہیں اور اسی پر امام دبوسی امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے فتویٰ دیا۔ اور یہی قول فتویٰ کیلئے مختار ہے اسی پر اشباہ میں جزم کیا۔ اور علامہ شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ ابو عبداللہ غزی تمرتاشی نے اُسے برقرار رکھا۔ اور یہ ظاہر کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ترکہ نہیں پا سکتا۔ درمختار صـ۲۸۳ میں۔ موانعہ الرق والقتل واختلاف الملتین اسلاما وکفرا الخ ملتقطا یعنی میراث کے مانع ہیں غلام ہونا اور مورث کو

قتل کرنا۔ اور مورث ووارث میں اسلام وکفر کا اختلاف تبیین الحقائق جلد ۶ صفحہ ۲۴۰ اور عالمگیری جلد ۶ صفحہ ۴۵۴
میں ہے اختلاف الدین ایضا یمنع الارث والمراد به الاختلاف بین الاسلام والکفر مورث و
وارث میں دینی اختلاف بھی مانع میراث ہے۔ اور اس سے مراد اسلام وکفر کا اختلاف ہے، بلکہ رافضی خواہ
وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدہ کفر رکھے وہ تو بتصریح ائمہ دین سب کافروں سے بدتر
کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے ہدایہ مطبع مصطفائی جلد اخیر صفحہ ۵۹۳ اور درمختار صفحہ ۱۲۶۸ عالمگیری
جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ میں ہے صاحب الهوی ان کان یکفر فهو بمنزلة المرتد بدمذہب اگر عقیدہ کفریہ رکھتا ہو تو
مرتد کی جگہ ہے۔ غررشن درمطبع مصر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ میں ہے۔ ذو هوان اکفر فکالمرتد بدمذہب اگر تکفیر کیا
جائے تو مثل مرتد کے ہے ملتقی الابحر اور اسکی شرح مجمع الانہر جلد ۲ صفحہ ۶۸۹ میں ہے۔ ان حکم بکفرہ
بما ارتکبه من الهوی فکالمرتد اگر اسی بدمذہبی کے سبب اس کے کفر کا حکم دیا جائے تو وہ مرتد کی
مثل ہے نیز فتاوی ہندیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۴ اور طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ مطبع مصر
جلد اول صفحہ ۲۰۸/۲۰۷ اور برجندی شرح نقایہ جلد ۴ صفحہ ۱۰ میں ہے۔ یجب اکفار الروافض فی
قولهم برجعة الاموات الی الدنیا (الی قوله) وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام
واحکامهم احکام المرتدین کذا فی الظهیریة یعنی رافضیوں کو ان کے عقائد کفریہ کے باعث
کافر کہنا واجب ہے یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں انکے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں ایسا ہی
فتاوی ظہیریہ میں ہے۔ اور مرتد اصلا صالح وراثت نہیں مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتی کہ خود
اپنے ہم مذہب مرتد کا ترکہ بھی ہرگز اسے نہیں پہنچ سکتا عالمگیری جلد ۶ صفحہ ۴۵۵ میں ہے۔
المرتد لا یرث من مسلم ولا من مرتد مثله کذا فی المحیط خزانۃ المفتین میں ہے
المرتد لا یرث من احد لا من المسلم ولا من الذمی ولا من مرتد مثله یہ حکم
فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگرچہ تبرا و انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کے سوا ضروریات
دین کا انکار نہ کرتے ہوں والاحوط فیه قول المتکلمین انهم ضلال من کلاب النار لا کفار و
به ناخذ اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور

باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے
خود کافر ہے بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں اُنکے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب
بالاتفاق گرفتار ہیں۔ **کفر اول**۔ قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں کوئی کہتا ہے اسمیں سے کچھ
سورتیں امیر المومنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں کوئی کہتا
ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔ کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے اور جو
شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اُسے محتمل
جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے اللہ عزوجل سورہ حجر میں فرماتا
ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ٭ بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بیشک
بالیقین ہم خود اُس کے نگہبان ہیں **بیضاوی شریف** مطبع لکھنو ص ۴۲۵ میں ہے لحفظون
ای من التحریف والزیادۃ والنقص **جلالین شریف** میں ہے۔ لحفظون من التبدیل
والتحریف والزیادۃ والنقص یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم خود اُس کے نگہبان ہیں اس سے کہ
کوئی اُسے بدل دے یا اُلٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا کچھ گھٹا دے **جمل** مطبع مصر جلد ۲
ص ۵۶۱ میں ہے۔ بخلاف سائر الکتب المنزلۃ فقد دخل فیھا التحریف والتبدیل بخلاف
القرآن فانہ محفوظ عن ذلک لا یقدر احد من جمیع الخلق الانس والجن ان یزید
فیہ او ینقص منہ حرفا واحدا او کلمۃ واحدۃ یعنی بخلاف اور کتب آسمانی کے کہ انہیں
تحریف و تبدیل نے دخل پایا۔ اور قرآن اس سے محفوظ ہے تمام مخلوق جن و انس کسی کی
جان نہیں کہ اس میں ایک نقطہ یا ایک حرف بڑھا دیں یا کم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ حٰم السجدۃ
میں فرماتا ہے۔ و انہ لکتب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من
خلفہ تنزیل من حکیم حمید ٭ بے شک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے باطل کو اسکی
طرف اصلا راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے۔ یہ اُتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے ہوئے کا تفسیر معالم التنزیل
شریف طبع بمبئی جلد ۴ ص ۳۵ میں ہے۔ قال قتادۃ والسدی الباطل ھو الشیطان لا یستطیع ان یغیرہ

يزيد فيها وينقص منه قال الزجاج معناه انه محفوظ من ان ينقص منه فياتيه الباطل من بين يديه او يزاد فيه فيأتيه الباطل من خلفه وعلى هذا المعنى الباطل الزيادة والنقصان

یعنی قتادہ سدی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہے قرآن میں کچھ گھٹا بڑھا بدل نہیں سکتا زجاج نے کہا باطل کہ زیادت ونقصان ہیں قرآن ان سے محفوظ ہے کچھ کم ہو جائے تو باطل سامنے سے آئے بڑھ جائے تو پس پشت سے اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے کشف الاسرار امام اجل شیخ عبدالعزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی مطبوع قسطنطنیہ جلد ۳ ص ۸۸۹ میں ہے کان نسخ التلاوۃ والحکم جمیعا جائزا فی حیاۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فاما بعد وفاتہ فلا یجوز قال بعض الرافضۃ والملحدۃ ممن تستر باظہار الاسلام وھو قاصد الی فسادہ ھذا جائز بعد وفاتہ ایضا وزعموا ان فی القرآن کانت آیات فی امامۃ علی وفی فضائل اھل البیت فکتمھا الصحابۃ فلم تبق باندراس زمانھم والدلیل علی بطلان ھذا القول قولہ تعالی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ کذا فی اصول الفقہ لشمس الائمۃ ملتقطا

قرآن عظیم سے کسی چیز کی تلاوت وحکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں جائز تھا۔ بعد وفات اقدس ممکن نہیں بعض وہ لوگ کہ رافضی اور نرے زندیق ہیں بظاہر مسلمانی کا نام لیکر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں اور حقیقۃ انہیں اسلام کو تباہ کرنا مقصود ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بعد وفات اقدس بھی ممکن ہے وہ بکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیتیں امامت مولی علی اور فضائل اہلبیت میں تھیں کہ صحابہ نے چھپا ڈالیں جب وہ زمانہ مٹ گیا باقی نہ رہیں اور اس قول کے بطلان کی دلیل خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ بیشک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں ایسا ہی امام شمس الائمہ کی کتاب اصول الفقہ میں ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۶۲ میں بہت سی یقینی اجماعی کفریں ذکر کرکے فرماتے ہیں وکذلک من انکر القرآن او حرفا منہ او غیر شیئا منہ او زاد فیہ یعنی اسیطرح وہ بھی قطعا اجماعا کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں سے کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتلائے۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ ص ۴۱۲ میں ہے۔ اعلم ان فی روایتی فی مجمع البیان تفسیر الشیعۃ انہ ذھب بعض اصحابھم الی ان القرآن العیاذ باللہ کان زائدا علی ھذا المکتوب قد ذھب بنقصہ من الصحابۃ اجمعین العیاذ باللہ لم یختر احد ذلک لتفسیر ھذا القول فمن قال بھذا القول فھو کافر لانکارہ

الضمروامے یعنی میں نے طبرسی رافضی کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس قدر موجود سے زائد تھا جن صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذاً باللہ انکے قصور سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا۔ جو اس کا قائل ہو کافر ہے کہ ضروریات دین کا منکر ہے۔ کفر دوم انکار تعین سیدنا امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیائے سابقین علیہم الصلوات والتحیات سے افضل بتاتا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بیدین ہے شفا شریف صـ۲۶۵ میں انہیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے۔ وکذلك نقطع بتکفیر غلاۃ الرافضۃ نے قولھم ان الائمۃ افضل من الانبیاء اور اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں اُن غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیا سے افضل بتاتے ہیں امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر صـ۱۲ میں کلام شفا نقل فرماتے اور مقرر رکھتے ہیں مولنا علی قاری شرح شفا مطبوع قسطنطنیہ جلد ۲ صـ۵۲۶ میں فرماتے ہیں ھذا کفر صریح یہ کھلا کفر ہے منح الروض الازھر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی صـ۱۲۶ میں ہے۔ مانقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلالۃ والحاد وجہالۃ وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے یہ کفر وضلالت و بیدینی و جہالت ہے شرح مقاصد مطبوع قسطنطنیہ جلد ۲ صـ۳۰۵ اور طریقہ محمدیہ علامہ برکوی قلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے۔ واللفظ لھا ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء بیشک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر جلد اول صـ۲۱۵ میں ہے التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی کسی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیا سے افضل بتانا ہے شرح عقائد نسفی مطبع قدیم صـ۱۱۵ پھر طریقہ محمدیہ حدیقہ ندیہ صـ۲۱۵ میں ہے۔ واللفظ لھما (تفضیل الولی علی النبی) مرسلا کان اولا (کفر و ضلال کیف وھو تحقیر للنبی) بالنسبۃ الی الولی (وخرق الاجماع) حیث اجمع المسلمون علی فضیلۃ النبی علی الولی باختصارہ۔ ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اسمیں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے ارشاد الساری

شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۷۵ میں ہے النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ
کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ۔ نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اسکے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ
یہ ضروریات دین سے ہے۔ روافض کے مجتہدان جاہل نے اپنے فتووں میں ان صریح کفروں کا صاف اقرار کیا ہے۔
یہ فتوی رسالہ تکملہ رد روافض و رسالہ اظہار الحق مطبوعات مطبع صبح صادق سیتاپور ۱۲۹۳ھ و ۱۸۷۶ء
میں مفصل مذکور ہیں جنمیں اس مقام کے متعلق یہ الفاظ ہیں۔

فتویٰ (۱) چہ میفرمایند مجتہدین دریں مسئلہ کہ مرتبہ ولی مصطفے علی مرتضے علیہ السلام از سائر انبیائے سابقین علیہم السلام سوائے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ست یا نہ بینوا و توجروا الجواب
افضل ست واللہ یعلم

ہو العالم ۱۲۸۳

الراقم میر آغا عفی عنہ

فتویٰ (۲) چہ میفرمایند دریں مسئلہ کہ در کلام مجید جمع کردہ عثمان تحریف از تخریج آیات مدائح جناب امیر علیہ السلام وغیرہ واقع شدہ یا نہ۔ جواب۔ ایں امر بر سبیل جزم وقطع ثابت نیست لیکن متحمل ست۔ واللہ یعلم۔

ہو العالم ۱۲۸۳

الراقم میر آغا عفی عنہ۔

فتویٰ (۳) مسئلہ دوم مرتبہ اہلبیت نبوی صلوات اللہ علیہم اجمعین سیما حضرت علی مرتضی از سائر انبیاء افضل ست یا نہ۔ جواب۔ البتہ مراتب ائمہ ہدیٰ از سائر انبیاء بلکہ رسولان اولو العزم سوائے حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہ زیادہ بود ورتبہ جناب امیر نیز۔

سید علی محمد ۱۲۶۳

فتویٰ (۴) مسئلہ ہفتم۔ قرآن مجید جمع کردہ عثمان تحریف و نقصان واقع شدہ یا نہ۔ جواب۔ تحریف جامع القرآن بلکہ محرق و محرف قرآن در نظم قرآن یعنی ترتیب آیات از کلام مفسرین فریقین و عنوان نظم قرآن مستغنی عن البیان و ہمچنیں نقصان بعضی آیات وارد در فضیلت اہلبیت علیہم السلام مدلول قرائن بسیار و آثارات بیشمار

سید علی محمد ۱۲۶۳

روافض تمام عموم اپنے مجتہدوں کے پیرو ہوتے ہیں اگر بفرض غلط کوئی جاہل رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو فتوائے مجتہدان کے قبول سے اسے چارہ نہیں اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کے فتوی بھی نہ مانے تو لا اقل اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے اپنے مجتہدوں کو کافر نہ کہیگا۔ بلکہ انہیں اپنے دین کا عالم پیشوا و مجتہد ہی جانیگا اور جو کسی کافر منکر ضروریات دین کو کافر نہ مانے خود کافر مرتد ہے شفا شریف صفحہ ۳۶۲ میں ہے نہیں اجماعی کفر

سکے بیان میں ہے۔ ولھذا انکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل ووقف فیھم

اوشک او صحح مذھبھم وان اظھر مع ذٰلک الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ

فھو کافر باظھارہ ما اظھر من خلاف ذٰلک ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافروں کو کافر نہ کہے یا انکی تکفیر

میں توقف کرے یا شک رکھے یا انکے مذہب کی تصحیح کرے اگرچہ اسکے ساتھ اپنے آپکو مسلمان جتاتا اور اسلام

کی حقانیت اور اسکے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اسکے خلاف اس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ

کہا خود کافر ہے اسی طرح ۳۲۱ اور فتاوی بزازیہ جلد ۳ ص ۳۲۲ اور درر وغرر مطبع مصر جلد اول ص ۳۰۰ اور

فتاوی خیریہ جلد اول ص ۹۵،۹۴ اور درمختار ص ۳۱۹ اور مجمع الانہر جلد اول ص ۶۱۸ میں ہے۔ من شک فی

کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اسکے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بالیقین خود کافر ہے علمائے کرام نے

خود روافض کے بارے میں بالخصوص اس حکم کی تصریح فرمائی علامہ نوح آفندی و شیخ الاسلام عبداللہ آفندی

و علامہ حامد عمادی آفندی مفتی دمشق الشام علامہ سید ابن عابدین شامی عقود جلد اول ص ۹۲ میں اس سوال کے جواب

میں کہ رافضیوں کے باب میں کیا حکم ہے فرماتے ہیں ھٰؤلاء الکفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرھم

فھو کافر مثلھم اھ مختصرا یعنی یہ طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں جو انکے کفر میں توقف کرے خود انہیں

کی طرح کافر ہے۔ علامہ ابو سعود مفتی ابو السعود اپنے فتاوی پھر علامہ کواکبی شرح فرائد سنیہ پھر علامہ محمد امین الدین شامی

تنقیح الحامدیہ ص ۹۲ میں فرماتے ہیں اجمع علماء الاعصار علی ان من شک فی کفرھم کان کافرا تمام زمانوں کے

علما کا اجماع ہے کہ جو ان رافضیوں کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ تنبیہ جلیل مسلمانوں اصل مدار

ایمان ضروریات دین ہیں اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں

یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی انکا وہی حکم رہیگا کہ منکر یقیناً کافر مثلاً

عالم بجمیع اجزائہ حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملیگی۔ غایت یہ کہ آسمان و زمین کا حدوث ارشاد ہوا ہے مگر

باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے جسکی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ مقامع الحدید علیٰ خد

المنطق الجدید میں مذکور تو وجہ وہی ہے کہ حدوث جمیع ماسوی اللہ ضروریات دین سے ہے کہ اسے کسی ثبوت خاص کی حاجت

نہیں اعلام امام ابن حجر ص ۱۰ زاد النووی فی الروضۃ ان الصواب تقییدہ بما اذا جحد مجمعا علیہ

یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص ام لا یہی سبب ہے کہ ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن عظیم جو بحمد اللہ تعالیٰ شرقاً غرباً قرناً فقرناً تیرہ سو برس سے آجتک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود محفوظ ہے باجماع مسلمین بلا کم وکاست وہی تنزیل رب العالمین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور اُنکے ہاتھوں میں انکے ایمان اُنکے اعتقاد اُنکے اعمال کیلئے چھوڑی اسی کا ہر نقص و زیادت و تغییر و تحریف سے مصئون محفوظ اور اُسی کا وعدہ حقہ صادقہ انا لہ لحافظون میں مراد و ملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریات دین سے ہے نہ یہ کہ قرآن جو تمام جہان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو برس سے آجتک ہے یہ تو نقص و تحریف سے محفوظ نہیں ہاں ایک ہم تراشیدہ صورت ناکشیدہ دندان غول کی جواہر پوشیدہ غار سامرہ میں اصلی قرآن بغل کتمان میں دبائے بیٹھی ہے۔ انا لہ لحافظون کا مطلب یہی ہے یعنی مسلمانوں سے عمل تو اُسی محرف مبدل ناقص نا مکمل پر کرائینگے اور اس اصلی جعلی کو ع برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر کی کھوہ میں چھپائینگے۔ گویا حافظوں کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں سے محفوظ رکھیں گے۔ انہیں اسکی پرچھائیں تک نہ دکھائینگے بعض ناپاکوں نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدلجائے مگر علم الٰہی و لوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے حالانکہ علم الٰہی میں کوئی شے نہیں بدلسکتی۔ پھر قرآن کی کیا خوبی نکلی۔ توریت و انجیل درکنار ہمل سے مہمل ردی سی ردی کوئی تحریر جسمیں مصنف کا ایک لفظ گھٹانے سے نہ رہا بلکہ دنیا سے سراسر معدوم ہو گئی ہے علم الٰہی لوح محفوظ میں یقیناً بدستور باقی ہے ایسی ناپاک تاویلات ضروریات دین کے مقابل نہ مسموع ہوں نہ اُن سے کفر و ارتداد اصلاً مدفوع ہوں انکی حالت وہی ہے جو نیچریہ نے آسمان کو بلندی جبریل و ملائکہ کو قوت خیر ابلیس و شیاطین کو قوت بدی حشر و نشر و جنت و نار کو محض روحانی نہ جسدی بنالیا۔ قادیانی مرتد نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین ایک دوسرے شقی نے نبی بالذات سے بدلدیا ایسی تاویلیں سن لیجائیں تو اسلام و ایمان قطعاً درہم برہم ہو جائیں بت پرست لا الٰہ الا اللہ کی تاویل کرلینگے کہ یا افضل و اعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر دوسرا خدا ہے وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں جیسے لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار وغیرہ محاورات عرب سے روشن ہے یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ ایسے مقام پر

مدعیان اسلام کے مکر و اوہام سے نجات وشفا ہے۔ و باللہ التوفیق والحمد للہ رب العالمین ۵

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے

کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں انکے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے انکے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا محض زنا ہوگا۔ اولاد ولد الزنا ہوگی باپ کا ترکہ نہ پائیگی۔ اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی۔ کہ زانیہ کیلئے مہر نہیں رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا۔ سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اسکا اصلاً کچھ حق نہیں۔ انکے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو انکے ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر بھی انہیں مسلمان جانے یا انکے کافر ہونے میں شک کرے۔ باجماع تمام ائمۂ دین خود کافر بیدین ہے اور اسکے لئے بھی یہی سب احکام ہیں جو انکے لئے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتوے کو بگوش ہوش سنیں۔ اور اس پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان سنی بنیں۔ و باللہ التوفیق واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمد المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفےٰ احمد رضا خاں

روافض کی اذان سے متعلق تحقیق انیق ہے اکابر کا قول ہے کہ اذان میں کچھ اضافہ کیا اور وہ [illegible]

از افادات

امام اہلسنّت مجدّد دین وملّت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

الادلۃ الطاعنہ فی اذان الملاعنہ

۱۳

جسکو

مولوی حسنین رضا خاں برادر زادۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے

اپنے

مشہور حسنی پریس بریلی میں چھاپا

بار اول ۱۰۰۰ جلد　　بدرقم ۲۰ ۳۴/۲۶　　قیمت ۵/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از انجمن محب اسلام مرسلہ مولوی صاحب صدر انجمن ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ بالفعل اہل تشیع نے اپنی اذان وغیرہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کلمہ خلیفۃ رسول اللہ بلافصل کہنا اختیار کیا ہے پس اہلسنت کو اس کلمہ کا سننا بمنزلہ سننے تبرا کے ہے یا نہیں اور اس کے انسداد میں کوشش کرنا باعث اجر ہوگی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد وخلفائہ الاربعۃ الراشدین واٰلہ وصحبہ واھل سنتہ اجمعین الحق یہ کلمہ مغضوبہ مبغوضہ مذکورہ سوال خالص تبرا ہے اور اس کا سننا سنی کے لیے بمنزلہ تبرا سننے کے نہیں بلکہ حقیقۃً تبرا سننا ہے والعیاذ باللہ رب العلمین تبرا کے معنے اظہار برارت و بیزاری جس پر یہ کلمہ خبیثہ نہ کنایۃً بلکہ صراحۃً دال ہے کہ اس میں بالتصریح خلافت راشدہ حضرات خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کی نفی ہے اور اس نفی کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ وہ بعد حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم مسند نشین نہ ہوئے کہ ان کا حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم

کے بعد تخت خلافت پر جلوس فرمانا فرمان واحکام جاری کرنا نظم ونسق ممالک اسلامیہ وتمام امور ملک ومال ورزم وبزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور متواتر اظہر من الشمس ہے جس سے دُنیا میں موافق مخالف یہاں تک کہ نصاریٰ ویہود ومجوس وہنود کسی کو انکار نہیں بلکہ اُن محبّان خدا ونوابان مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روافض کو زیادہ عداوت کا بننے یہی ہے اُن کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الاسنے میں منحصر تھا جب بحکم الٰہی خلافت راشدہ اول ان تین سرداران مؤمنین کو پہنچی روافض نے اُنہیں معاذ اللہ مولی علی کا حق چھیننے والا ٹھہرایا اور تقیۂ شقیہ کی بدولت حضرت اسد اللہ الغالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد و بُزدل وتارک حق ومطیع باطل بتایا ع دوستیِ بے خردان دشمنی ست- کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا تولاجرم لفظ بلافصل میں جو نفی ہے اُس سے نفی لیاقت واستحقاق مراد- تو اس مجمل لفظ میں غضب وظلم وانکار حق واصرار باطل ومخالفت دین واختیار دُنیا وغیرہ وغیرہ ہزاروں مطاعن ملعونہ جو قوم روافض اپنے اعتقاد میں رکھتی اور زبان سے بکتی ہے سب دفعۃً موجود ہیں اور لائے نفی سے اپنی برارت وبیزاری کا کھُلا اظہار پھر تبرّا اور کس چیز کا نام ہے میں اس واضح بات کے ایضاح کرنے یعنی آفتاب روشن کو چراغ دکھانے میں زیادہ تطویل محض بیکار سمجھکر صرف اس الزامی نظیر پر قناعت کرتا ہوں اگر کوئی شخص کہے (قوم شیعہ میں بعد عبد الرزاق بن ہمام کے جس نے ۲۱۱ھ میں انتقال کیا بلافصل بہاء الدین املی ہونے سے محفوظ اور لبطاہر

نام اسلام سے محفوظ ہے) تو کیا اُس نے ان دونوں کے بیچ میں جتنے شیعے گزرے مثل طوسی و حلی و کلینی و ابن بابویہ وغیرہم سب کو کافر ملعون نہ کہا۔ نہیں نہیں یقیناً اُس کے کلام کا صاف صاف یہی مطلب ہے جس کے سبب ہم اہلِ حق بھی اس لفظ پر انکار کرینگے اور اُسے ناپسند رکھیں گے کہ ہمارے نزدیک بھی ان سب پر علی الاطلاق حکم کفر و لعنت جائز نہیں۔ انصاف کیجیے کیا اگر یہ بات علانیہ بر سر بازار ہر روز پکاری جائے تو شیعہ کو کچھ ناگوار نہ ہوگا یا وہ اسے صریح اپنی توہین و تذلیل نہ سمجھیں گے حالانکہ اس بیچ میں جتنے شیعے گزرے کسی کی مدح و عقیدت شیعہ کے اصول مذہب میں داخل نہیں نہ معاذ اللہ قرآن و حدیث یا اقوال ائمۂ اطہار رضوان اللہ تعالی علیہم ان لوگوں کی نیکی و خوبی پر دال پھر حضرات خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالی علیہم جن کی ثنا و مدحت و ادب و عقیدت ہم اہل سنت کے اصول مذہب میں داخل اور ہمارے نزدیک ہزاروں آیات و احادیث حضرت رسالت و اقوال ائمۂ اہلبیت صلوات اللہ علیہ و علیہم سے اُنکی لاکھوں خوبیاں نص بفیض بالامال اُن کی نسبت ایسا کلمہ مغضوبہ اذان میں پکارا جانا کیونکر ہماری توہین مذہبی نہ ہوگا یا ہمارے دلوں کو نہ دکھائے گا غرض یہ تو وہ روشن و بدیہی بات ہے جس کے ایضاح کو جو کچھ کیجیے اس سے واضح تر نہ ہوگا مجھے بتوفیق اللہ عزوجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافض حال نے سنیوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں اُن کے مذہب کے بھی خلاف ہیں اُنکی حدیث و فقہ کی رو سے بھی اذان ایک محدود عبارت معدود کلمات کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں اُنکے نزدیک بھی اُس اذان منقول میں اور عبارت

ف حضرات خلفائے ثلثہ کی ثنا و مدحت و ادب و عقیدت اہلسنت کے اصول مذہب میں ہے

ف روافض کے پیشواؤں نے کہا کہ اذان میں خلیفہ رسول اللہ بلا فصل وغیرہ زیادت کی موجد ایک ملعون قوم ہے

بڑھانا ناجائز و گناہ اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے اُن کے
پیشوا خود لکھ گئے کہ ان زیادتیوں کی موجد ایک ملعون قوم ہے جنھیں امامیہ
بھی کافر جانتے ہیں میں ان تینوں امور کی سندیں مذہب امامیہ کی معتبر
کتابوں سے دونگا اور اُن کی عبارتیں مع صاف ترجمہ کے نقل کرونگا وباللہ التوفیق
ولہ الحمد علی ارارۃ سوار الطریق **سند اول** ✦ شرائع الاسلام شیخ علی مطبوعہ
کلکتہ مطبع گلدستہ نشاط ۱۲۵۵ھ کے صفحہ ۳۴ پر ہے الاذان علی الاشہر ثمانیۃ
عشر فصلا التکبیر اربع والشھادۃ بالتوحید ثم بالرسالۃ ثم یقول حی علی
الصلاۃ ثم حی علی الفلاح ثم حی علی خیر العمل والتکبیر بعدہ ثم التھلیل
کل فصل مرتان ترجمہ (اذان مشہور تر قول پر اٹھارہ کلمے ہیں تکبیر
چار بار اور گواہی توحید کی پھر رسالت کی پھر حی علی الصلاۃ پھر حی علی الفلاح
پھر حی علی خیر العمل اور اس کے بعد اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ ہر کلمہ دو بار) حضید
جی جو شہید ثانی کہا جاتا ہے اُس کی شرح مدارک میں لکھتا ہے ھذا مذھب
الاصحاب لا اعلم فیہ مخالفا والمستند فیہ ما رواہ ابن بابویہ
والشیخ عن ابی بکر الحضرمی وکلیب الاسدی عن ابی عبد اللہ
علیہ السلام انہ حکی لھما الاذان فقال اللہ اکبر اللہ اکبر
اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ
الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ حی
علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی
خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ
الا اللہ والاقامۃ کذلک وعن اسمعیل الجعفی قال سمعت اباجعفر
علیہ السلام یقول الاذان والاقامۃ خمسۃ وثلثون حرفا فعد ذلک

بیدہ واحد اواحد الاذان ثمانیة عشر حرفا والاقامة سبعة عشر حرفا۔ واشار المصنف بقوله علی الاشهر الی مارواہ الشیخ بسندہ الی الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن عبد اللہ بن سنان قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الاذان فقال تقول اللہ اکبر اللہ اکبر اشهد ان لا الہ الا اللہ اشهد ان لا الہ الا اللہ اشهد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ وروی زرارۃ والفضیل عن ابی عبد اللہ علیہ السلام نحو ذالک وحکی الشیخ فی ف عن بعض الاصحاب تربیع التکبیر فی اٰخر الاذان وھو شاذ مردود بما تلوناہ من الاخبار اھ ملخصاً ترجمہ اذان کے وہی اٹھارہ کلمے ہونا مذہب تمام امامیہ کا ہے جس میں میرے نزدیک کسی نے خلاف نہ کیا اور اُس کی سند وہ حدیث ہے جو ابن بابویہ وشیخ نے ابوبکر حضرمی وکلیب اسدی سے روایت کی کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اُن کے سامنے اذان یوں بیان فرمائی اللہ اکبر ۴ اشہد ان لا الہ الا اللہ ۲۔ اشہد ان محمداً رسول اللہ ۲ حی علی الصلاۃ ۲ حی علی الفلاح ۲ حی علی خیر العمل ۲۔ اللہ اکبر ۲ لا الہ الا اللہ ۲۔ اور فرمایا اسی طرح تکبیر ہے اور اسمٰعیل جعفی سے روایت ہے میں نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کو فرماتے سُنا کہ اذان وتکبیر کا مجموعہ پینتیس ۳۵ کلمے ہے پھر حضرت نے اپنے دستِ مبارک سے ایک ایک کر کے گنے اذان اٹھارہ کلمے اور تکبیر سترہ ۱۷ اور وہ جو مصنف (یعنی حلّی نے شرائع الاسلام میں) کہا کہ مشہور تر قول پر اذان کے اٹھارہ ۱۸ کلمے ہیں وہ اس سے اُس حدیث کی طرف اشارہ کرتا ہے جو شیخ نے بسند خود حسین بن سعید سے اس نے نصر بن سوید اُس نے عبد اللہ بن سنان سے روایت کی کہ میں نے ابو عبد اللہ

علیہ السلام سے اذان کو پوچھا فرمایا یوں کہہ اللہ اکبر ۲ اشہد ان لا الہ الا اللہ ۲۔ اشہد ان محمداً رسول اللہ ۲ حی علی الصلاۃ ۲ حی علی الفلاح ۲ حی علی خیر العمل ۲۔ اللہ اکبر ۲۔ لا الہ الا اللہ ۲ (یعنی اس حدیث میں شروع اذان صرف دو تکبیر سے ہے تو اذان کے سولہ ہی کلمے رہیں گے) اور زرارہ وفضیل نے بھی امام ممدوح سے یوہیں روایت کی اور شیخ نے بعض امامیہ سے آخر اذان میں چار تکبیریں نقل کیں اور وہ شاذ مردود ہے بسبب اُن حدیثوں کے جو ہم نے ذکر کیں۔ شہید شیعہ ابو عبد اللہ بن مکی لمعہ دمشقیہ میں لکھتا ہے یکبر اربعافی اول الاذان ثم التشهد ان ثم حیعلات الثلث ثم التكبير ثم التهليل مثنى فهذه ثمانية عشر فصلا ۔ فهذه جملة الفصول المنقولة شرعا ولا يجوز اعتقاد شرعية غير هذه الفصول في الاذان والاقامة كالتشهد بالولاية لعلى اه ملخصاً ترجمہ اول اذان میں چار بار اللہ اکبر کہے پھر دونوں شہادتیں پھر تینوں حی علی پھر اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ ہر کلمہ دو بار یہ اٹھارہ کلمے ہیں اور کل یہی ہیں جو شرع میں منقول ہوئے اُن کے سوا اذان و اقامت میں اور کسی کو مشروع جاننا جائز نہیں جیسے اشہد ان علیا ولی اللہ سندام دوم اُسی مدارک میں ہے الاذان سنة متلقاة من الشارع كسائر العبادات فيكون الزيادة فيه تشريعا محرما كما يحرم زيادة ان محمدا واٰله خير البرية فان ذٰلك وان كان من احكام الايمان الا انه ليس من فصول الاذان ترجمہ (اذان ایک سنت ہے جسے شارع (صلے اللہ علیہ وسلم) نے تعلیم فرمایا مثل اور عبادتوں کے تو اس میں کوئی لفظ بڑھانا اپنی طرف سے نئی شریعت ایجاد کرنا ہے اور یہ حرام ہے جیسے ان محمدا واٰلہ خیر البریہ کا بڑھانا حرام ہوا کہ یہ اگرچہ احکام ایمان سے ہے مگر اذان کے کلمات سے نہیں اُسی میں ہے الاذان عبادة متلقاة من صاحب الشرع فيقتصر فى كيفيتها على المنقول والروايات

ف ۱ بعض ائمہ روافض سے تصریح کہ اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ کا اضافہ جائز نہیں اور اذان میں اسکی شرعیت کا اعتقاد باطل ہے۔

ف ۲ بعض پیشوایان روافض کی تصریح کہ ۱۸ کلمات منقولہ اذان سے کوئی کلمہ بڑھانا نئی شریعت اختراع کرنا ہے اور یہ حرام ہے۔

المنقولۃ عن اہل البیت علیہم السلام خالیۃ عن ھذا اللفظ فیکون الاتیان بہ تشریعا محرما ترجمہ اذان ایک عبادت ہے کہ صاحب شرع صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے سیکھی گئی تو اُس کی کیفیت میں اُسی قدر اقتصار کیا جائے جس قدر شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے منقول ہے اور حضرات اہل بیت کرام علیہم السلام سے جو روایتیں منقول ہوئیں وہ اس لفظ سے خالی ہیں تو اس کا بڑھانا نئی شریعت تراشنا ہوگا کہ حرام ہے سند امر سوم شیخ صدوق شیعہ ابن بابویہ قمی کہ ان کے یہاں کے اکابر مجتہدین وارکان مذہب سے ہے کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے باب الاذان والاقامۃ للموذنین میں لکھا ہے روی ابوبکر الحضرمی وکلیب بن الاسدی عن ابی عبداللہ علیہ السلام انہ حکی لھما الاذان فقال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ وقال مصنف ھذا الکتاب ھذا ھو الاذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ والمفوضۃ لعنھم اللہ قد وضعوا اخبارا وزادوا فی الاذان محمد وال محمد خیر البریۃ مرتین وفی بعض روایاتھم بعد اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان علیا ولی اللہ مرتین ومنھم من روی بدل ذلک واشھد ان علیا امیر المؤمنین حقا مرتین ولا شک فی ان علیا ولی اللہ وانہ امیر المؤمنین حقا وان محمدا والہ صلوات اللہ علیہم خیر البریہ ولکن لیس ذلک فی اصل الاذان وانما ذکرت ذلک لیعرف بھذہ الزیادۃ المتھمون

ف امام روافض کی تصریح کہ اشہد ان علیا ولی اللہ اذان میں شامل کرنا زیادت ۔۔۔ لعنتیوں کی ۔۔۔ کہ ۔۔۔ بنانے والے ۔۔۔ ہیں

بالتفویض المدلسون انفسھم فی جملتنا ترجمہ ابوبکر حضرمی وکلیب اسدی حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے راوی کہ اُس جناب نے ان کے سامنے اذان یوں کہکر سُنائی اللہ اکبر ۴ - اشھدان لا الٰہ الا اللہ ۲ - اشھدان محمدارسول اللہ ۲ - حی علی الصلاۃ ۲ - حی علی الفلاح ۲ حی علی خیر العمل ۲ - اللہ اکبر ۲ لاالٰہ الا اللہ ۲ -

مصنف اس کتاب کا کہتا ہے یہی اذان صحیح ہے نہ اس میں کچھ بڑھایا جائے نہ اس سے کچھ گھٹایا جائے اور فرقہ مفوضہ نے کہ اللہ اُن پر لعنت کرے کچھ جھوٹی حدیثیں اپنے دل سے گڑھیں اور اذان میں محمد وآل محمد خیر البریۃ بڑھایا اور اُنھیں کی بعض روایات میں اشھدان محمدارسول اللہ کے بعد اشھد ان علیا ولی اللہ دو بار آیا اور اُن کے بعض نے اس کے بدلے اشھد ان علیا امیر المؤمنین حقا دوبار روایت کیا اور اس میں شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں اور بے شک محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور اُن کی آل علیھم السّلام تمام جہان سے بہتر ہیں مگر یہ کلمے اصل اذان میں نہیں آور میں نے یہ اس لیے ذکر کردیا کہ اس زیادتی کے باعث وہ لوگ پہچان لیے جائیں جو مذہب تفویض سے متہم ہیں اور براہ فریب اپنے آپ کو ہمارے گروہ (یعنی فرقہ امامیہ) میں داخل کرتے ہیں دیکھو امامیہ کا شیخ صدوق کیسی صاف صاف شہادت دے رہا ہے کہ اذان کے شرع میں وہی اٹھارہ ۱۸ کلمے ہیں اور اُن پر یہ زیادتیاں مفوضہ کی تراشی ہوئی ہیں اور صاف کہتا ہے لعنھم اللہ تعالےٰ اُن پر اللہ لعنت کرے تنبیہ لطیف جس طرح بحمد اللہ تعالےٰ ہم نے یہ امور پیشوایان شیعہ کی تصریحات سے لکھے یوہیں مناسب کہ اس کلمۂ خبیثہ کا تبرا ہونا بھی انھیں کے معتمدین سے

ثابت کر دیا جائے صدر کلام میں جس واضح تقریر سے ہم نے اس کا تبرا ہونا ظاہر کیا اُس سب سے قطع نظر کیجیے تو ایک امام شیعہ کی شہادت لیجیے کہ اُس کی تقریر سے اس ناپاک کلمے کا سبِّ صریح و دشنام قبیح ہونا ثابت ان کا علامہ کتاب المختلف میں لکھتا ہے۔ المفاخرۃ لا تنفک عن السباب اذ المفاخرۃ انما تتم بذکر فضائل له وسلبها عن خصمه او سلب رذائل عنه واثباتها لخصمه وهذا هو معنی السباب ترجمہ دو شخصوں کا آپس تفاخر کرنا (کہ ہر ایک اپنے آپ کو دوسرے پر کسی فضل و کمال میں ترجیح دے) باہم دشنام دہی سے خالی نہیں ہوتا کہ مفاخرت یوں ہی تمام ہوتی ہے کہ یہ شخص کچھ خوبیاں اپنے لیے ثابت کرے اور اپنے مقابل کو اُن سے خالی کہے یا بعض بُرائیوں سے اپنی تبری اور اپنے مقابل کے لیے انھیں ثابت کرے اور یہی معنے دشنام دہی کے ہیں نقله بعض محشی الروضة البهية شرح اللمعة الدمشقية علٰی هامشها من كتاب الحج فی تفسیر السباب صفحہ ۱۶۱۔ اب کہیے کہ خلافت حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فضیلت ہے یا نہیں ضرور کہیے گا کہ اعلٰے فضائل سے ہے اب کہیے "خلیفہ رسول اللہ" کہکر آپ نے اُسے مولٰے علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ کے لیے ثابت اور "بلا فصل" کہکر حضرات خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم سے سلب کیا یا نہیں۔ اقرار کے سوا کیا چارہ ہے۔ اور جب یوں ہے اور آپ کا علامہ گواہی دیتا ہے کہ شرع میں دشنام اسی کا نام تو کیا محل انکار رہا کہ یہ مبغوض کلمہ معاذ اللہ علی الاعلان ہمارے پیشوایان

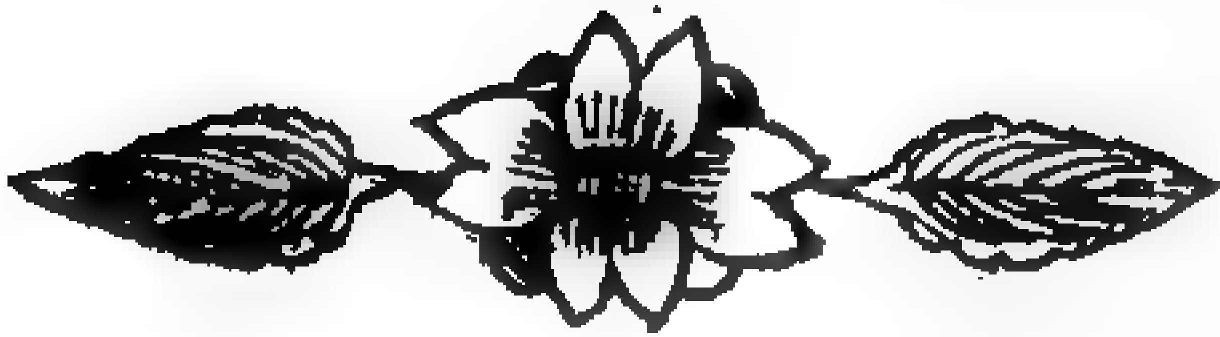
دین کو صاف صاف دشنام دیتا ہے پھر تبّرا نہ بتانا عجب سینہ زوری ہے۔

ہاں اب داد انصاف طلب ہے

اگر بالفرض یہ کلمۂ ملعونہ ان کی اذان مذہبی میں داخل ہوتا اور ان کے یہاں روایات میں آتا تو کہہ سکتے کہ صرف اہلسنت کا دل دکھانا مقصود نہیں بلکہ اپنی رسم مذہبی پر نظر ہے اب کہ یقیناً ثابت کہ کلمۂ مذکورہ خود اُن کے مذہب میں بھی نہیں نہ صاحب شرع صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اُس کی روایت نہ حضرات ائمۂ اطہار سے اُس کی اجازت نہ اُن کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی یہ ترکیب و کیفیت بلکہ خود اُنھیں کی معتبر کتابوں میں تصریح کہ اذان میں صرف اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ اور یہ زیادتیاں اُس فرقۂ ملعونہ کی نکالی ہوئی ہیں جو باتفاق اہلسنت و شیعہ کافر ہیں تو ایسی حالت میں اس کے بڑھانے کو ہرگز کسی رسم مذہبی کی ادا پر محمول نہیں کرسکتے بلکہ یقیناً سوا اس کے کہ اہلسنت کو آزار دینا اور اُن کا دل دکھانا اور اُن کی توہین مذہبی کرنا مدنظر ہے اور کوئی غرض مقصود نہیں سبحٰن اللہ طرفہ بیباکی ہے اگر یہ ناپاک لفظ اُن کی اذان مذہبی میں ہونا بھی تاہم کوئی فریق اپنی اُس رسم مذہبی کا اعلان نہیں کرسکتا جس میں دوسرے فریق کی توہین مذہبی یا اُس کے پیشوایان دین کی اہانت ہو نہ کہ یہ ناپاک رسم کہ خود شیعہ کے بھی خلاف مذہب ملعون کا فروں سے سیکھ کر یوں اعلان کریں اور ہمارے پیشوایان دین کی جناب میں علانیہ

الفاظ کہکر جو بتصریح اُنھیں کے عمائد کے صریح دشنام ہیں ہمارا دل دُکھایئں کیا اب ہند میں روافض کی سلطنت ہے یا گورنمنٹ ہند شیعہ ہوگئی یا اس نے ہماری توہین مذہبی کی پروانگی دیدی یا شیعی صاحبوں نے کوئی خفیہ طاقت پیدا کرلی جس کے باعث ارتکاب جرم میں دہشت نہ رہی فالی اللہ المشتکے وعلیہ البلاغ وھو المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۵ وصلے اللہ تعالیٰ علے سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین ۵

فقط



تعزیہ داری اور تعزیہ بنانے رنگ کرنے تاشے وغیرہ کے متعلق شرعی تفصیلی احکام اور یہ کہ کب سے شروع ہوئے کون ان کا بانی تھا

از افادات عالیہ

حضور پُر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ

مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بہ

رسالہ تعزیہ داری

باسم تاریخی

اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند وبیان الشہادہ

۱۳۲۱

حسب ارشاد

مولوی محمد افضل صاحب۔ کوچہ مولویاں۔ بلاک ۱۲۔ ڈیرہ غازیخان۔

ناشر

قاری محمد حنیف صاحب

باہتمام

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ۔ نزد چوک بازار داتا صاحب لاہور

لاہور آرٹ پریس لاہور

محمد یوسف خوشنویس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَنَ احسن تعزیۃ لقلوب المسلمین فیما ھجم من البدعات علی اعلام الدین

اَنَ الحمد للہ رب العلمین و افضل الصلاۃ و اکمل السلام علی سید الشھداء بالحق یوم القیام و علی الہ و صحبہ الغرر الکرام امین

سوال اول ۲۲ر صفر ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پُرنور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیٰ جدہ الکریم و علیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں اُن کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقۃً فطبقۃً ائمۂ دین و علمائے معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور اُن کے فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشتباہ ہو امامِ علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے[1] مگر جہال بیخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعتِ مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آئیں اوّل تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش نئی گڑھت جسے اُس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ و

---

[1] ہمارا رسالہ شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ دیکھیے صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب و آلہ و بارک و سلم ۱۲ منہ۔

دشت بدشت اشاعت غم کے لیے اُن کا گشت اور اُن کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی کوئی اُن تصویروں کو جُھک جُھک کر سلام کر رہا ہے کوئی مشغول طواف کوئی سجدہ میں گرا ہے کوئی اُن مایۂ بدعات کو معاذ اللہ معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے۔ حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے تاشے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرّہ ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا ریا و تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزقِ الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن یہ کچھ اور اُس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرت شہدا رضوان اللہ تعالٰے علیہم کے جنازے ہیں۔ کچھ نوچ اُتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالٰی صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بُری باتوں سے توبہ عطا فرمائے آمین۔

اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے ہاں اگر اہلِ اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصالِ ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق و محبت میں نقل روضۂ انور کی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض

تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم و تصنع الم و نوحہ زنی و ماتم کنی و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لیے ابتلاء بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا ہے۔ اتقوا مواضع التہم اور وارد ہوا من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقف التہم لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اُسے بقصد تبرک بلا آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضۂ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پُر نور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علی من اتبع الھدیٰ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال دوم

از امروہہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خواں ۲۲ر شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

شہادت نامے نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سُننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔ ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی

وغیرہ ائمۂ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایتہ الخ پھر فرمایا ذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین وما بعدہ لا ینافی ما ذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف مایفعلہ الوعاظ والجھلۃ فانھم یأتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ الخ یوہیں جبکہ اُس سے مقصود غم پروری وتصنع وتحزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا نہ کہ بتصنع وزور بنانا نہ کہ اُسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا یہ سب بدعات شنیعہ روافض ہیں جن سے سُنّی کو احتراز لازم حاشا للہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے اُمت وحامیان سُنّت نے اُسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں۔ ایاہ ثم ایاہ ان یشغلہ (ای یوم عاشوراء) ببدع الرافضۃ ونحوھم من الندب والنیاحۃ والحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المومنین والا لکان یوم وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولی بذلک واحری الخ۔ عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو اُن کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے اُن کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رولانا اور اس رونے رُلانے

سے رنگ جاتا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہلبیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم اُن کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اُس کے ضمن میں اُن کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری وماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اُس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات اُن کے اطوار اُن کی عادات اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا اُن محبوبانِ خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی بے شمار مناقب عظیم۔ اللہ عزوجل نے اُنھیں عطا فرمائے اُنھیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اُس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نما ومعانی حزن انگیز وغم افزا بیان کو وسعتیں دینا اُنھیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے غرض عوام کے لیے اُس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلس ملائک مآنس میلاد اقدس تو تعظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں اذکار غم وماتم اُس کے مناسب نہیں فقیر اُس میں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لیے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لیے خیر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہٗ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری اُنھوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی والحمد للہ رب العلمین آخر کتاب مستطاب مجمع بحارالانوار میں فرماتے ہیں شھرالسرور والبھجۃ مظھر منبع الانوار والرحمۃ شھر ربیع الاول فانہ شھر امرنا باظھار الحبور فیہ کل عام فلا نکدرہ باسم الوفاۃ فانہ یشبہ تجدید المأتم وقد نصوا علی کراھتہ کل عام فی سیدنا الحسین مع انہ لیس لہ اصل فی امھات البلاد الاسلامیۃ وقد تحاشوا عن اسمہ فی اعراس الاولیاء فکیف بہ فی سید الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ماہ مبارک ربیع الاول

خوشی و شادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمہ انوار رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اُس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اُسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علما نے تصریح کی کہ ہر سالی جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعاً مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پُر نور سید الاصفیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اُسے کیونکر پسند کر سکتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ما الھم واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال سوم

از ریاست رامپور محلہ میانگاناں مرسلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے اور اُس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہے عند ذکر الصلحین تنزل الرحمۃ اُس کی تفصیل جمیل فتاوے فقیر میں ہے اور اُس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے۔ فاقول و باللہ التوفیق شے کے لیے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں احکام شرعیہ شے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصالح وجود مطمح احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آ نہیں سکتا۔ موضوع سے خارج ہے تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متناقبہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے

کے تو ہر دو انحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جا سکتا ہے اور ایسی جگہ مقصود ہے کہ نفس شے کا حکم اُن بعض احکام شے مع بعض الاعتبار سے جُدا ہو مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں اُن کے حکم سے جُدا کوئی حکم حقیقت کے لیے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سنخ ماہیت میں داخل ہوں اُن سے قطع نظر نا ممکن پھر ماہیت عرفیہ میں رُکنیت تابع عرف ہے اور بعض اجزاء سے سلخ ماہیت تغیر اعتبار شے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیأت معلومہ کا نام ہے اب اگر کوئی ان ارکان سے جُدا بلکہ تبدیل ہیأت ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اُس میں رکوع پر سجود مقدم تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار مبتدل جب یہ مقدمہ ممہد ہو لیا فرق احکام ظاہر ہوگیا شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود ولہذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اُسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہوگئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شے مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہٖ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ و قصص بے سروپا بلکہ کلمات توہین ملائکہ و انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء پڑھنا اختیار کیا ہے اس سے حقیقت

مبتدل نہ ہوئی نہ عوارض نے دائرۂ معروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں انھیں بھی قطعاً مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شے ہے جو اُن مجالس سے حقیقت جداگانہ رکھتی ہے بخلاف تعزیہ داری کہ اُس کا آغاز اگرچہ یوہیں سُنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجاکہ ہر سال حاضری روضۂ مقدسۂ حضور سید الشہداء شہزادۂ گلگوں قبا علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والثناء کو مخل امور سلطنت دیکھا بنظر شوق و تبرک تمثال روضۂ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً و عدماً بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضۂ انور مدینہ منورہ و کعبہ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضۂ حضرت سید الشہداء آئینے میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اُسے تعزیہ کہیں گے نہ اُس شخص کو تعزیہ دار حالانکہ اتنا امر قطعاً موجود ہے اور یہ ہر سال نئی نئی تراش و خراش کی کھپچی پنیاں کسی میں بُراق کسی میں پریاں جو گلی کوچے گشت کرائی جاتی ہیں ہرگز تمثال روضۂ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صدہا مختلف انھیں ضرور تعزیہ اور اُن کے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انھیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد و عوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں ۔ لہٰذا فقیر نے اپنے فتاوے میں قدر مباح کو ذکر کر کے کہا کہ جہال بےخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے الخ۔ اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے یہ اُسی فرق جلیل و نفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح و محمود ہے اور شنائع زوائد و عوارض اگر اُن سے خالی اور رنبت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اُس قدر جائز سے جسے کوئی تعلق نہ رہا نہ اُس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اُس کے عدم سے معدوم تو یہ فی نفسہٖ ناجائز و حرام ہے اس کی نظیر امم سابقہ

میں آغاز اصنام ہے وَدّ وسواع ویغوث ویعوق ونسر صالحین تھے اُن کے انتقال پر اُن کی یاد کے لیے اُن کی صورتیں تراشیں بعد مرورِ زماں پچھلی نسلوں نے اُنھیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی اُنھیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد عوارض خارجہ تھے ولہٰذا شرائع الٰہیہ مطلقاً اُن کے ردّ و انکار پر نازل ہوئیں بخاری وغیرہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولٰئک ونسخ العلم عبدت فاکہی عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے راوی قال اول ما حدثت الاصنام علی عھد نوح وکانت الابناء تبر الآباء فمات رجل منھم فجزع علیہ ابنہ فجعل لا یصبر عنہ فاتخذ مثالا علی صورتہ فکلما اشتاق الیہ نظرہ ثم مات ففعل بہ کما فعل ثم تتابعوا علی ذلک فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ ھذا اباؤنا الا انھا کانت آلھتھم فعبدوھا یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کر کے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑجاتے ہیں وباللہ العصمۃ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال چہارم

مسئلہ از دھام پور ضلع بجنور مرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب ۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علما ممانعت کرتے ہیں ونیز کتب شہادت کو بھی جو آمرِ صحیح ہو عند الشرع ارقام فرمائیے اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سُننا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبۂ آئمۂ اطہار مقصود ہو بلا شبہہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا کثرت ذنوبك فاسق الماء تتنا ثر الذنوب کما یتنا ثر الورق من الشجر فی الریح العاصف جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے رواہ الخطیب عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ عزوجل یباھی ملئکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں رواہ ابوالشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلا مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں کچھ پاؤں کے نیچے ہیں یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے بہت علمانے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دُلھن دولھا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لیے بنایا ہے تو اُسے پھینکنا نہ چاہیے روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے بزازیہ کتاب الکراھیۃ النوع الرابع فی الھدیۃ والمیراث میں ہے ھل یباح نثر الدراھم قیل لا وقیل۔ لا باس به وعلی ھذا الدنانیر والفلوس وقد یستدل من کرہ بقوله صلی اللہ علیه وسلم الدراھم والدنانیر خواتم من خواتم اللہ تعالیٰ فمن ذھب بخاتم من خواتم اللہ تعالیٰ قضیت حاجته کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں یوہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سُننا سب گناہ و حرام ہے حدیث میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم عن المراثی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا رواہ ابوداؤد والحاکم عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہلبیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو نہ وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلا شبہہ موجب ثواب و نزول رحمت ہے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ ولہذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں ماذکرمن حرمۃ روایۃ قتل الحسین وما بعدہ لا ینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ والجھلۃ فانھم یأتون بالاخبار الکاذبۃ الموضوعۃ ونحوھا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال پنجم

از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاکخانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر سکان مفتی گنج ۲۷ رمضان شریف ۱۳۱۸ھ

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے۔ اور مرثیے صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کوبی و بین نہیں ہوتا اور میر مجلس سُنّی المذہب ہے ایسی مجلس میں شرکت یا اُس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے اُن کے فضائل و منعات و مدارج بیان کیے جائیں اور ماتم و تج

غم وغیرہ امور مخالفۃ شرع سے یکسر پاک ہو فی نفسہ حسن ومحمود ہے۔ خواہ اُس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہدا ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے نهی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال ششم از نواب گنج۔ ۲۰ محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں۔

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین کی نیاز کا کھاتا ہوں (۲) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں (۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے (۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بُت ہے بہ سبب لگانے صورت کے (۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو بُراق اور حور جنت میں ہیں (۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مسجد میں کیا ہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں (۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو آپس میں جھگڑا مت کرو۔ (۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے (۹) ایک شخص نے کہا کہ جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے واقعی حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہیے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہیے اگر اُس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ

قول غلط اور بیہودہ ہے۔ تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز
نہیں ہو جاتی اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اُس کے کھانے سے احتراز
چاہیے اور وہ نیت کا تفرقہ اُس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا مفسدہ اُس میں یہ ہے کہ
اُس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے
آپکو اُسکے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں لہٰذا اُس کے کھانے
پینے سے احتراز چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی
ہے اولیاء کرام کے مزارات پر جو شیرینی کھانا لوگ بہ نیت تصدق لے جاتے ہیں اُسے بھی
بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اُس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں (۳) تیسرے شخص
نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اُسکے
پاس لیجا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے باقی سب کھانے شربت وغیرہ
کہ عشرۂ محرم میں بہ نیت ایصالِ ثواب ہوں وہ چڑھاوا نہیں ہو سکتے (۴) مجسم تصویر کو بُت
کہتے ہیں اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں اور مجازاً کُل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور
اگر بُت سے مراد معبود مطلق ہو تو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ
کو معبود نہیں جانتا (۵) اس شخص کا یہ محض افترا ہے کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذ پنّی
کی مورتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روز بنتی ہیں اور اگر ہو بھی تو حور و
براق کی تصویریں بنانی کب حلال ہیں (۶) یہ شخص صریح گمراہ و بدعقل و بدزبان ہے مسجد
کو کوئی سجدہ نہیں کرتا نہ اُسکی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الٰہی بجا
لانے کے لیئے تمام حقوق عباد سے جُدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے اُس کی طرف تقریب
کے واسطے خاص ملک الٰہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہو گئی اور شعائر اللہ کی تعظیم
کا حکم قال اللہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب اس مجوعۂ بدعات
کو اُس سے کیا نسبت مگر جہل مرکب سخت مرض ہے والعیاذ باللہ (۷) اس شخص نے اچھا کیا

مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اُس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہلِ شرع سے دریافت کرے قال اللہ تعالےٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو نہ اہلِ شرع سے پوچھو تو اچھا کیا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرح نہیں سمجھتے تو یہ بہت بُرا کہا اور شرع پر افترا کیا اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کیا (۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا اُن وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے فتاوےٰ عالمگیریہ میں ہے اُس بکری کو جو ہندو نے اپنے بت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کر دی تصریح فرمائی کہ حلال ہے ویکرہ للمسلم مسلمان کے لیے مکروہ ہے جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہفتم

مسئلہ از اترولی ضلع علی گڑھ محلہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۸ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ
مجلس مرثیہ خوانی اہلِ شیعہ میں اہلسنت وجماعت کو شریک وشامل ہونا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منھم وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سُننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سُنا گیا ہے کہ سُنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اُس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کی قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ وماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سُنیں گے اور منع نہ کر سکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہشتم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا اور اُس پر نذر نیاز کرنا عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اُس کو داخل حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانہ متعلق تعزیہ داری و الم داری کے ہیں موافق مذہب اہلسنت کے تصور کرے تو وہ کس قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا اور اُس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں اور اُس کی زوجہ اُس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں درصورتیکہ وہ اُمور متذکرہ بالا کو داخل عقیدت اہلسنت وجماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب

افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ و ممنوع و ناجائز ہیں انھیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت مذہب اہلسنت ماننا اُس سے سخت تر وخطا عقیدہ و جہل اشد ہے شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے باایں ہمہ وہ شرک وکفر ہرگز نہیں نہ اس بناپر عورت نکاح سے باہر ہو عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لایق توسل نہیں ہوتے با حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہیں جا کہ معاذ اللہ تعالیٰ شرک ہو یہ وہابیہ کا جہل و ضلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط

اپیل

۱ - فرائض و واجبات کی ادائیگی کو ہر کام پر اوّلیت دیجئے۔ اسی طرح حرام اور مکروہ کاموں اور بدعات سے اجتناب کیجئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

۲ فریضۂ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام تر کوشش سے ادا کیجئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ اِن فرائض کی ادائیگی کے برابر نہیں ہے۔

۳ خوش اخلاقی، حُسنِ معاملہ اور وعدہ وفائی کو اپنا شعار بنائیے۔

۴ قرض ہر صورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں کیا جاتا۔

۵ قرآن پاک کی تلاوت کیجئے اور اس کے مطالب سمجھنے کے لیے کلام پاک کا بہترین ترجمہ "کنز الایمان" از امام احمد رضا بریلوی پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔

۶ دینِ متین کی صحیح شناسائی کے لیے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے۔ جو حضرات خود نہ پڑھ سکیں وہ اپنے پڑھے لکھے بھائی سے درخواست کریں کہ وہ پڑھ کر سنائے۔

۷ فاتحہ، عُرس، میلاد شریف اور گیارہویں شریف کی تقریبات میں کھانے، شیرینی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہل سنت کی تصانیف بھی تقسیم کیجئے۔

۸ ہر شہر اور ہر محلہ میں لائبریری قائم کیجئے اور اس میں علماء اہل سنت کا لٹریچر ذخیرہ کیجئے کہ تبلیغ دین کا اہم ترین ذریعہ ہے۔

۹ ہر شہر میں سُنّی لٹریچر فراہم کرنے کیلئے کتب خانہ قائم کیجئے یہ تبلیغ بھی ہے اور بہترین تجارت بھی

۱۰ انجمن طلباء اسلام کی ہر ممکن امداد اور سرپرستی کیجئے۔

۱۱ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام و فرامین جاننے، ان پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کیلئے دعوتِ اسلامی کی تحریک میں شمولیت اختیار کیجئے

۱۲ مرکزی مجلس رضا لاہور کی رکنیت قبول کیجئے، رکنیت فارم مجلس کے دفتر سے طلب کیجئے۔

مرکزی مجلسِ رضا لاہور پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶

اپیل

1. فرائض وواجبات کی ادائیگی کو ہر کام پر اوّلیت دیجئے۔ اسی طرح حرام اور مکروہ کاموں اور بدعات سے اجتناب کیجئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔
2. فریضۂ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام تر کوشش سے ادا کیجئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ ان فرائض کی ادائیگی کے برابر نہیں ہے۔
3. خوش اخلاقی، حُسنِ معاملہ اور وعدہ وفائی کو اپنا شعار بنائیے۔
4. قرض ہر صورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں کیا جاتا۔
5. قرآن پاک کی تلاوت کیجئے اور اس کے مطالب سمجھنے کے لیے کلام پاک کا بہترین ترجمہ "کنز الایمان" از امام احمد رضا بریلوی پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔
6. دینِ متین کی صحیح شناسائی کے لیے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے۔ جو حضرات خود نہ پڑھ سکیں وہ اپنے پڑھے لکھے بھائی سے درخواست کریں کہ وہ پڑھ کر سنائے۔
7. فاتحہ، عُرس، میلاد شریف اور گیارھویں شریف کی تقریبات میں کھانے، شیرینی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہل سنت کی تصانیف بھی تقسیم کیجئے۔
8. ہر شہر اور ہر محلہ میں لائبریری قائم کیجئے اور اس میں علماء اہل سنت کا لٹریچر ذخیرہ کیجئے کہ تبلیغ دین کا اہم ترین ذریعہ ہے۔
9. ہر شہر میں سُنّی لٹریچر فراہم کرنے کیلئے کتب خانہ قائم کیجئے یہ تبلیغ بھی ہے اور بہترین تجارت بھی۔
10. انجمن طلباء اسلام کی ہر ممکن امداد اور سرپرستی کیجئے۔
11. اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام و فرامین جاننے، ان پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کیلئے دعوتِ اسلامی کی تحریک میں شمولیت اختیار کیجئے۔
12. مرکزی مجلسِ رضا لاہور کی رُکنیت قبول کیجئے، رُکنیت فارم مجلس کے دفتر سے طلب کیجئے۔

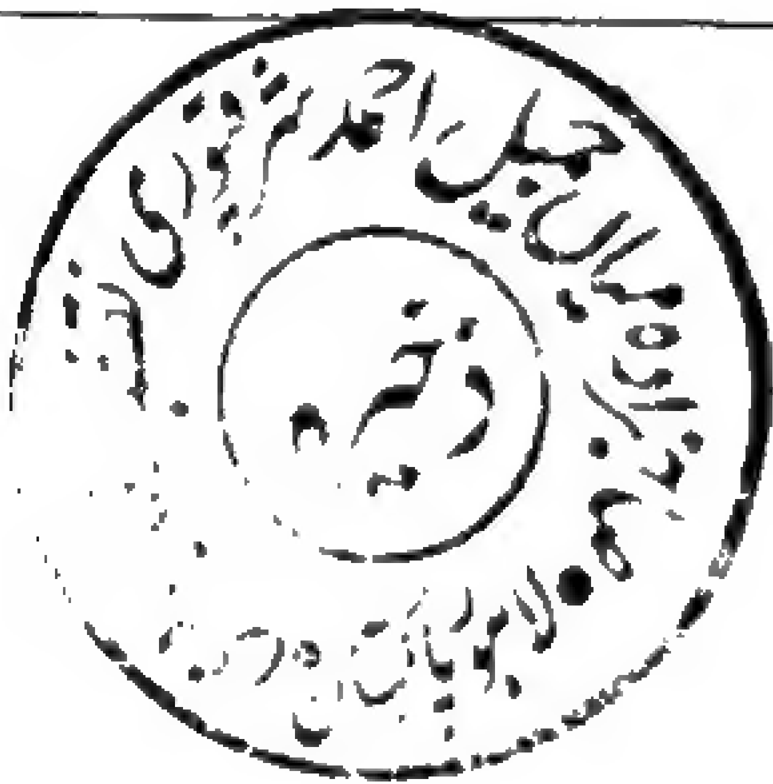
مرکزی مجلسِ رضا لاہور پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶

مجموعہ رسائل

رَدِّ روافض

رَدُّ الرَّفَضَہ ۔ اَلْاَدِلَّۃُ الطَّاعِنَہ

رسالہ تعزیہ داری



تصنیف

امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ـــــــ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء ـــــــ ۱۹۲۱ء

مرکزی مجلس رضا لاہور